www.UrduFanz.com
چور دروازہ
اشتیاق احمد

31

New Goodluck Book Centre
Kaurey Stop Walton Road,
Lahore Cantt. Ph. ___

Madina Old Book Shop
New & Old Books Sale And Purchase

www.UrduFanz.com

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

نام ناول ــــــ چور دروازہ
طابع ــــــ اشتیاق احمد
کتابت ــــــ سعید نامدار
سرورق ــــــ طاہر ایس ملک
قانونی مشیر ــــــ شمیم احمد ایڈووکیٹ
مطبع ــــــ عظیم علیم پرنٹرز
قیمت ــــــ دس روپے

اشتیاق پبلی کیشنز
9/12 نعیم آباد ــــ مسلم پورہ ــــ ساندہ کلاں ــــ لاہور
فون نمبر: 321537

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، آقا نے نامدار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا، چھریوں کے تیز کرنے کا اور چھریوں کو جانوروں سے چھپانے کا (تاکہ پہلے سے ان کو ہیبت نہ ہو جائے) اور فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے، جب کوئی تم میں سے ذبح کرے تو جلدی سے ذبح کر ڈالے ـــ

سنن ابن ماجہ شریف، جلد سوم
صفحہ نمبر ۲۹، حدیث نمبر ۵۴

New Goodluck Book Centre
Maurey Stop Walton Road,
Lahore Cantt. Ph:

www.UrduFanz.com

السلام علیکم!

ادارہ اشتیاق پبلی کیشنز کا فون مسلسل چار ماہ سے بند ہے۔ اس سلسلے میں محکمہ کو کمپلینٹس لکھوائیں۔ ذاتی طور پر جا جا کر درخواستیں دیں۔ فون کروائے۔ اخبارات میں خبریں شائع کرائیں۔ وفاقی محتسب تک کو لکھا گیا، لیکن فون بدستور بند ہے۔

یہ ہمارے ملک کا حال ہے۔ ٹیلیفون جیسی بنیادی ضرورت کی چیز سے ایک کاروباری ادارے کو مسلسل چار ماہ سے محروم کیا ہوا ہے۔ اور اس کو ٹھیک کرنے کی کوئی کوشش قطعاً نہیں کی جا رہی۔ بے شمار قارئین جو فون پر مجھ سے بات کرتے رہتے تھے۔ اب نہیں کر پا رہے۔ کاروباری لوگ فون پر اپنے آرڈر نوٹ کرواتے تھے۔ اب نہیں کروا پا رہے۔ اس طرح ادارے کو

نہ صرف یہ کہ کاروباری نقصان ہو رہا ہے، بلکہ مجھے ذہنی اور روحانی اذیت سے بھی دو چار ہونا پڑ رہا ہے۔ آپ سوچ ہی سکتے ہیں۔ لہذا میں اپنے قارئین سے ایک درخواست کرتا ہوں، ایک التجا کرتا ہوں۔ آپ ایک ایک خط "جنرل مینجر ٹیلی فون، ۱۱۔ ایجرٹن روڈ، لاہور" کو لکھ ماریے۔ ذرا انہیں یہ تو احساس دلا دیں کہ اس ادارے سے ملک کے کتنے بچے اور بڑے منسلک ہیں اور جو فون کرنے کے لیے بے چین رہتے ہیں۔

اُمید ہے، آپ یہ قربانی ادارے کے لیے ضرور دیں گے۔ شکریہ!

New Goodluck Book Centre
Kaurey Stop Walton Road,
Lahore Cantt. Pk

www.UrduFanz.com

ناول پڑھنے سے پہلے یہ دیکھ لیں کہ:

- یہ وقت نماز کا تو نہیں —
- آپ کو سکول کا کوئی کام تو نہیں کرنا —
- کل آپ کا کوئی ٹیسٹ یا امتحان تو نہیں —
- آپ نے کسی کو وقت تو نہیں دے رکھا —
- آپ کے ذمے گھر والوں نے کوئی کام تو نہیں لگا رکھا —

[illegible] پہلے نماز اور دوسرے کاموں سے فارغ ہو جائیں، پھر ناول پڑھیں، شکریہ!

[illegible]

اشتیاق احمد

New Goodluck Book Centre
Kaurey Stop Walton Road,
Lahore Cantt. Ph: ___

گڑھے کی برکت

"ہائیں، یہ اُس طرف کیا ہو رہا ہے بھلا؟" فاروق نے دبی آواز میں کہا۔

وہ چلتے چلتے رُک گیا۔ محمود اور فرزانہ اُس سے آگے نکل گئے۔ اُن دنوں وہ صبح کی سیر باقاعدہ کر رہے تھے۔ ابھی دن کا اُجالا پوری طرح نہیں پھیلا تھا۔ فجر کی نماز سے پہلے وہ واپس چلے جاتے تھے۔ تاکہ محمود، فاروق اور انسپکٹر جمشید باجماعت نماز ادا کر سکیں اور فرزانہ گھر میں اپنی امی کے ساتھ۔

دور بہت دور انھیں ایک آدمی کوٹ پینٹ پہنے ہاتھ میں کدال لیے ایک کار کی طرف جاتا نظر آیا تھا۔ اُن کے دیکھتے ہی دیکھتے اس نے کدال ڈگی میں رکھی، کار میں بیٹھا اور یہ جا وہ جا۔ اس کا رُخ شہر کی طرف تھا۔

www.UrduFanz.com

"دھت تیرے کی۔ وہ تو نکل گیا" محمود نے جھلا کر اپنی ران پر ہاتھ مارا۔

"تو اور کیا وہ ہمارا انتظار کرتا" فاروق مسکرایا۔

"لیکن بھئی۔ وہ وہاں کر کیا رہا تھا" فرزانہ بولی۔

"کچھ پرانی یادیں دفن کرنے آیا تھا بے چارہ۔ تم نے سنا نہیں:

یادِ ماضی عذاب ہے یارب
چھین لے مجھ سے حافظہ میرا"

"توبہ ہے تم سے۔ کہاں کے کہاں پہنچ جاتے ہو" فرزانہ تلملا اٹھی۔

"توبہ کرو۔ اتنی صبح سویرے اتنا سفید جھوٹ نہ بولو۔ ایک دن اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دینا ہے۔ کیا منہ دکھاؤ گی۔ ہیں" فاروق نے بڑی بوڑھیوں کے انداز میں کہا۔

"بال کی کھال نہ اتارنے لگ جایا کرو۔ آؤ دیکھیں۔ وہ وہاں کیا کر رہا تھا" محمود نے اس کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"نہ نہ۔ یہ غضب نہ کرنا" فاروق گھبرا گیا۔

"غضب۔ یہ تم نے کس طرح کہ دیا" محمود نے

اسے گھورا۔

"کیا کس طرح کہ دیا۔ دماغ تو ٹھیک ہے۔ کوئی تک کی بات نہیں کر رہے آج" فاروق کے لہجے میں حیرت تھی۔

"میں کون سا غضب کرنے چلا ہوں۔ یہ بتاؤ پہلے" محمود نے جھلا کر کہا۔

"اس طرف جا کر غضب نہیں کرو گے تو کیا کرو گے۔ ارے بھئی، دوسروں کے عیبوں کی ٹوہ میں نہیں رہنا چاہیے۔ آیا ہو گا بے چارہ اپنا کوئی عیب چھپانے"

"تم بھی عجیب ہو۔ عیب چھپانے کے لیے کدال کی بھی ضرورت ہوتی ہے" محمود نے حیران ہو کر کہا۔

"گڑھا کھودنے کے لیے ہوتی ہے ضرورت" فاروق بولا۔

"تم دونوں یہیں کھڑے رہو۔ میں جا کر دیکھ آتی ہوں" فرزانہ نے جھلا کر کہا۔

"نہ نہ فرزانہ۔ کہیں اس کا عیب تمہیں کاٹ نہ کھائے اور یہ نہ پکار اٹھے۔ اس بے چارے نے تو مجھے زمین میں دفن کر دیا تھا۔ تم کون ہوتے ہو۔ مجھے باہر نکالنے والے۔ عقل پٹے ہے کہ نہیں"

"بھئی اب یہ تو دیکھنا ہی پڑے گا کہ اس نے وہاں کیا دفن کیا ہے۔ ہو سکتا ہے۔ کوئی غیر قانونی چیز

www.UrduFanz.com

دفن کی ہو؟"

"چلو اب تو وہ بے چارہ دفن کر چکا۔ مٹی ڈالو اس پر، آخر ہم بھی صبح ایک عدد کیس کیوں مول لیں؟" فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

"مول کہاں۔ مفت ہاتھ آ رہا ہے۔ اور بقول غالب:

ع مفت ہاتھ آئے تو بُرا کیا ہے؟"

"خیر تو ہے۔ آج بہت شعر یاد آ رہے ہیں؟"

"پتا نہیں۔ میرا خیال ہے۔ یہ اس گدھے کی برکت ہے؟" اس نے کہا۔

"گدھے کی برکت۔ تو اب گدھے بھی بابرکت ہونے لگے؟" فرزانہ نے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔

"تم گدھوں کی بات کرتے ہو۔ ہمارے اس غریب ملک میں۔ عقل سے پیدل لوگ نہ جانے کس کس چیز میں برکت خیال کرتے ہیں۔ انگوٹھیوں میں لگے ہوئے پتھروں میں برکت خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو حجرِ اسود جیسے پتھر کو۔ جو جنت سے اُتارا گیا تھا اور جس کو حاجی لوگ چومتے ہیں۔ کیونکہ اس کو چومنا سنت ہے۔ یہ کہ دیا تھا۔ اے حجرِ اسود۔ تو صرف ایک پتھر ہے۔ نہ کسی کو کوئی نفع

پہنچا سکتا ہے، نہ نقصان۔ میں تو تجھے صرف اس لیے چومتا ہوں کہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے چوما تھا۔ لیکن آج لوگ بازار سے نگینے خریدتے ہیں۔ اپنی انگوٹھیوں میں جڑواتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں، یہ پتھر ہمارے لیے بہت بابرکت ہیں۔ اور تو اور لوگ قبروں سے برکت حاصل کرتے پھرتے ہیں۔ وہ قبریں کیا ہیں، گڑھے ہی تو ہیں۔ اُف توبہ۔ عقل سے پیدل لوگ۔"

"اس لمبی چوڑی تقریر کا شکریہ۔ واقعی آج کل لوگ بہت گمراہ ہوتے جا رہے ہیں۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ حکومت اس طرف توجہ دے، لیکن حکومت کو تو ان مزاروں سے ٹھیک ٹھاک آمدنی ہوتی ہے۔ وہ یہ کاروبار کیوں بند کرنے لگی؟"

"اگر کوئی پکا سچا حکمران آ گیا تو ایک دن ایسا ضرور کرے گا۔ تم دیکھ لینا۔"

"ٹھیک ہے۔ لیکن اس وقت مسئلہ یہ ہے کہ اس شخص نے کیا چھپایا ہے۔ وہ کون تھا۔ کیوں تھا۔ کیا تھا۔" محمود نے جلدی جلدی کہا۔

"آج تو تم ضرور ہمارے دماغ چلا کر رہو گے۔"

www.UrduFanz.com

"یہ کیا بات ہوئی؟" فرزانہ نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ظاہر ہے - اپنا دماغ تو یہ محفوظ رکھے گا!"

"اس گڑھے تک جانے کا مطلب ہے - آ بیل مجھے مار۔" فاروق نے کہا۔

"بھئی اب ہم دیکھے بغیر رہ بھی تو نہیں سکتے - اچھا تم بتاؤ - کیا تم دیکھے بغیر رہ سکتے ہو - یہیں سے واپس گھر جا سکتے ہو؟"

"ہاں! بالکل جا سکتا ہوں، اس لیے کہ..."

"اس لیے کہ کیا؟"

"اس لیے کہ میں جانتا ہوں - تم دونوں تو دیکھے بغیر جاؤ گے نہیں - لہٰذا میں بعد میں تم سے پوچھ لوں گا کہ گڑھے میں کیا تھا۔"

"حد ہو گئی - اب کہیں ہم نماز کا وقت نہ نکال دیں۔" فرزانہ نے جھلا کر کہا اور اس طرف دوڑ پڑی - جس طرف وہ کوٹ پینٹ والا نظر آیا تھا۔

محمود اور فاروق کو بھی اس کے پیچھے دوڑ لگانا پڑی، آخر وہ اس جگہ پہنچ گئے، جہاں اس کی کار کھڑی تھی۔ کار کے ٹائروں کے نشانات صاف نظر آ رہے تھے - انھوں نے کار سے اس کے قدموں کے نشانات کے ساتھ

ساتھ چلنا شروع کیا اور آخر ایک گھنے درخت کے نیچے پہنچ گئے - وہاں گڑھا کھودے جانے کے آثار تھے - انھوں نے چاقو کی مدد سے تین شاخیں توڑیں اور ان کے ذریعے گڑھے کی مٹی ہٹانے لگے - ایسے میں فاروق نے کہا:

"ہمارے ساتھ آج وہی ہو گا۔"

"وہی ہو گا - یعنی؟" محمود نے اس کی طرف دیکھا۔

"یعنی کھودا چوہا، نکلا پہاڑ۔"

"چلو - اگر چوہا کھودنے سے پہاڑ نکل آیا تو یہ سودا بُرا نہیں رہے گا۔" محمود نے منہ بنایا۔

"لیکن ذرا سوچو - اسے پہاڑ یہاں دبانے کی کیا ضرورت پیش آ گئی تھی؟"

"ضرورت پیش آنے کی بھی ایک ہی کہی - بھئی کسی بھی چیز کی ضرورت پیش آ سکتی ہے۔"

"حد ہو گئی۔"

"آج پتا نہیں، کیا بات ہے - بات بات میں حد ہو رہی ہے - اب اس قدر حد ہونا بھی ٹھیک نہیں - کوئی بات تو بے حد کی کر دیا کرو۔" فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

"اب تم سے کون مغز مارے۔" محمود نے جھلا کر کہا۔

www.UrduFanz.com

ان لی ۔

"ارے اوے ۔ بھائی ۔ بلکہ بڑے بھائی ۔ میں تو اس ور والے کو کہ رہا تھا ۔ بے وقوف کہیں کا۔"

"تم نے کس طرح اندازہ لگا لیا کہ وہ بے وقوف کہیں کا ہے؟"

"اور کیا ۔ یہی جگہ رہ گئی تھی لاش کو دفن کرنے کی، اس بھری دنیا میں اسے کوئی اور جگہ ہی نہیں ملی۔" فاروق نے کہا۔

"کیوں ۔ اس جگہ میں کیا خرابی ہے ۔ میرے خیال میں تو دفن کرنے کے لیے یہ بہترین جگہ ہے ۔ زمین نرم ہے ۔ اور اوپر گھنے درخت ہیں۔"

"حد ہو گئی ۔ میرا مطلب تھا ۔ جس طرف ہمیں سیر کرنے کے لیے آنا تھا ۔ اسی طرف اسے لاش دفن کرنے کے لیے آنا تھا۔"

"اب اس بے چارے کو کیا معلوم تھا ۔ معلوم ہوتا تو شاید کبھی نہ آتا۔"

"میرا خیال ہے ۔ ہم پہلے نماز ادا کر لیں ۔ پھر ہم میں سے ایک شہر جا کر پولیس کو یہاں تک لائے ۔ اس دوران ہم میں سے دو یہاں ٹھہرے رہیں گے۔" محمود

"جب سے ہم گھر سے آئے ہیں ۔ تم دونوں ہی مجھ سے مغز مار رہے ہو ۔ اور پھر بھی پوچھ رہے ہو ۔ اب تم سے کون مغز مارے ۔ ہے کوئی تُک۔"

"تُک نام کی چیز کا تو آج دور دور تک پتا نہیں۔"

"ادھر ۔ یہ ۔ یہ ۔ یہ کیا؟"

فرزانہ نے کانپ کر کہا ۔ دونوں کی نظریں گڑھے پر جم گئیں ، ایک انسانی ہاتھ انھیں نظر آ رہا تھا ۔

"ارے باپ رے ۔ اس گڑھے میں تو لاش دفنائی گئی ہے۔" محمود نے گھبرا کر کہا۔

"بے وقوف کہیں کا۔" فاروق نے برا سا منہ بنایا۔

"کون ۔ تم نے مجھے بے وقوف کہیں کا کہا؟" محمود نے جھلا کر اس کی طرف پلٹ پڑا۔

"ن ۔ نہیں ۔ تمھیں کہ کر کیا کروں گا۔" فاروق نے مسکرا کر کہا۔

فرزانہ ہنس پڑی ۔

"یہ تمھارے دانت کیوں نکل پڑے۔"

"فاروق نے کہا ہے ۔ تمھیں کہ کر کیا کروں گا ۔ یعنی تم تو پہلے ہی ہو بے وقوف کہیں کے۔"

"کیوں! تمھارا یہ مطلب تھا؟" محمود نے بپھری اس پر

www.UrduFanz.com

نے تجویز پیش کی۔

"ابھی نماز کا وقت نہیں ہوا۔ وقت ہو لے تو پھر ہم نماز ادا کریں گے۔ فی الحال تو مٹی ہٹاؤ۔"

اب انھوں نے ہاتھوں سے مٹی ہٹانا شروع کی۔ لاش تیزی سے ان کے سامنے آتی چلی گئی۔ اور پھر انھوں نے اسے گڑھے سے باہر نکال لیا۔ اس کے چہرے کو غور سے دیکھا۔ اس کی جیبوں کو دیکھا۔ کسی جیب سے کچھ نہ ملا۔ نہ چہرہ جانا پہچانا تھا۔ البتہ مٹی میں سے ایک رومال ضرور نکلا۔ غالباً کھودنے والے کا کھدائی کے دوران گرا ہو گا۔ کھودنے کے دوران اسے پسینہ آیا ہو گا۔ پسینے کو پونچھنے کے لیے اس نے رومال نکالا ہو گا اور پھر بے خیالی میں یا گھبراہٹ میں رومال وہیں گر گیا ہو گا۔

انھوں نے رومال کو بھی غور سے دیکھا۔ اس میں سے ایک عجیب سی خوشبو آ رہی تھی۔ شاید وہ کار والا خوشبو لگانے کا شوقین تھا۔ جس نے رومال پر بھی لگا رکھی تھی۔ تینوں نے اس خوشبو کو باری باری سونگھا اور اپنی یادداشت میں محفوظ کر لیا۔

"اس رومال کے سوا وہ کوئی سراغ نہیں چھوڑ گیا۔"

"وہ دبلا پتلا، منجھلے سے قد کا تھا۔ شاید نیلے سوٹ میں ملبوس تھا، اس کی کار ٹیوٹا تھی۔ اور غالباً سفید رنگ کی تھی۔ اس وقت اجالا اتنا نہیں تھا۔ کہ رنگ صاف دیکھے جا سکتے۔ ٹائروں کے نشانات البتہ یہاں موجود ہیں۔ ہم ان کو بھی محفوظ کر لیں گے۔ اور پھر اس لاش کی آخر شناخت ہو گی۔ متعلقہ آدمی سامنے آئیں گے۔ فکر کی کیا بات ہے۔ یہ بات زیادہ دیر تک چھپی نہیں رہے گی کہ لاش کون دفن کر گیا تھا۔ اور ظاہر ہے۔ وہی اس کا قاتل ہو گا۔" محمود کہتا چلا گیا۔

"قاتل۔" فاروق اور فرزانہ کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

"ہاں! لاش۔ یہ بالکل صاف قتل کا کیس ہے۔ یہ دیکھو۔ اس کے گلے میں تو ابھی تک وہ رسی موجود ہے۔ جس کے ذریعے اس بے چارے کا گلا گھونٹا گیا ہے۔ آنکھیں باہر کو ابل آئی ہیں اور زبان بھی دانتوں تلے کچلی گئی ہے۔ اُف مالک۔ جان کو نکلا بھی کس قدر تکلیف دہ ہے۔" محمود نے کانپ کر کہا۔

"رسی کا یہ ٹکڑا بھی ایک سراغ ثابت ہو سکتا ہے۔ ریشم کی ڈوری ہے۔"

www.UrduFanz.com

"لیکن ابھی ہم اس کو اُتار نہیں سکتے۔ پہلے تصاویر لی جائیں گی نا۔"

"آہا۔ یہ۔ یہ۔ یہ کیا؟"

فاروق کی لرزتی آواز سنائی دی۔ اسی وقت ان کے چہروں پر تیز روشنی پڑی۔

کوئی آتا ہے

تیز روشنی سڑک کی طرف سے آئی تھی، پھر کچھ لوگ بے تحاشہ ان کی طرف دوڑ پڑے:

"لگتا ہے، مصیبت آیا ہی چاہتی ہے۔ پتا نہیں، ان لوگوں کا کیا پروگرام ہے۔ میں کہتا ہوں بھاگو۔" محمود نے بوکھلا کر کہا۔

"اور۔ اور اس کا کیا کریں؟" فاروق بولا۔

"لاش کا؟" فرزانہ نے پوچھا۔

"نہیں: یہ جو مجھے ایک اور چیز نظر آئی ہے۔" فاروق نے کہا۔

"اسے اٹھا لو۔ جلدی کرو۔ کہیں وہ ہم پر فائرنگ نہ کر دیں۔"

فاروق نے فوراً اس چیز کو اٹھا لیا۔ وہ نیلے رنگ کا ایک ربن تھا۔ پھر تینوں بے تحاشہ دوڑ

www.UrduFanz.com

بڑھے اور کچھ فاصلے پر پہنچ کر درختوں کے پیچھے دبک
گئے — ایسے میں کسی نے کہا:
"ارے! وہ — وہ بھاگ رہے ہیں — ہمارے مجرم"
"لو بھئی — ہم تو ان کے مجرم بن گئے — اب کیا بنے
گا؟" فرزانہ نے بوکھلا کر کہا۔
"مجرم بننا کیا ناکافی ہے کہ کچھ اور بننے بنانے کی
فکر پڑی ہے" فاروق نے جھلا کر کہا۔
"آخر یہ چکر کیا ہے — یہ کون لوگ ہیں جو گڑھے
کی طرف اڑے آ رہے ہیں؟"
"یہ اس لاش کے گھر والے ہوں گے — قاتل نے
قتل کرنے کے بعد اور لاش کو یہاں دفن کرنے کے
بعد انھیں شہر جا کر فون کیا ہو گا — نامعلوم فون کر
اس نے جنگل میں فلاں جگہ ایک لاش دیکھی ہے" محمود
نے جلدی جلدی کہا۔
"یہ فون وہ کس طرح کر سکتا ہے — وہ کیا بتائے گا
کہ اس نے انھیں فون کیوں کیا ہے — کیا وہ لاش کو پہچانتا
ہے — اگر پہچانتا ہے تو اس صورت میں ضرور وہ
فون کرنے کی پوزیشن میں تھا — اور پھر اس طرح
وہ اپنی آواز بھی دوسروں کو سنا دیتا — اور پولیس کے

لیے اس کا سراغ لگانا مشکل نہیں تھا"
"خیر — دیکھتے ہیں، یہ کون لوگ ہیں"
دوڑنے والے گڑھے کے پاس آ کر رک گئے — وہ
کل پانچ تھے۔
"اُف — انھوں نے اسے جان سے مار ڈالا — تلاش
کرو — وہ یہیں کہیں چھپے ہوئے ہیں" ایک نے بلند آواز
میں کہا۔
"تو ہمیں بالکل درست اطلاع ملی تھی" دوسرا بولا۔
"بالکل! جلدی کرو — وہ نکل نہ جائیں"
اب انھوں نے دوڑ دوڑ کر درختوں کے دوسری
طرف دیکھنا شروع کیا — ادھر محمود، فاروق اور فرزانہ
درختوں در درختوں ہر لمحے دور ہوتے جا رہے تھے — یہ
کھیل ان کی سمجھ میں نہیں آیا تھا — اس کا مطلب تو
یہ تھا کہ جس شخص نے لاش یہاں دفن کی تھی — اس
نے شہری حدود میں داخل ہوتے ہی ان لوگوں کو فون
بھی کر دیا تھا — تاکہ اس کی جگہ کوئی اور پکڑا جائے۔
گویا ان لوگوں سے سوالات کرنا بہت ضروری تھا،
لیکن اس وقت ان پر خون سوار تھا — یہ لوگ ان کی
باتوں کے جواب بعد میں دیتے، ان پر حملہ پہلے

www.UrduFanz.com

کرتے ۔ ان کے پاس یُوں بھی پستول تھے ۔ جب کہ وُہ خالی ہاتھ تھے ۔ لے دے کے محمود کے پاس چاقو تھا، وہ ان حالات میں بھی ان سے لڑ سکتے تھے ، مقابلہ کر سکتے تھے ۔ اگر کوئی مقصد سامنے ہوتا ۔ جب تک ان کے سامنے مقصد نہیں ہوتا ، وہ اپنی جان جوکھوں میں نہیں ڈالتے تھے ۔ ہاں مقصد موجود ہونے کی صورت میں وہ اس بات کی پَروا نہیں کرتے تھے کہ ان کے پاس لڑنے کی کوئی چیز ہے یا نہیں اور دشمن کے پاس کس قدر ساز و سامان ہے ۔ لہٰذا وُہ دُور ہوتے چلے گئے اور آخر تین گھنے درختوں کے اُوپر چڑھ کر شاخوں میں چھپ گئے ۔ اس طرح وہ ان لوگوں کی کارروائی کو بخوبی دیکھ اور سُن سکتے تھے ۔

وُہ پانچوں آدھ گھنٹے تک چکراتے رہے ۔ پھر ایک نے بلند آواز میں کہا :

" لاش کے پاس آ جاؤ ۔ شاید وُہ نکل گئے ۔ اب ان کی تلاش میں ہم وقت ضائع نہیں کر سکتے ۔"

انھوں نے انھیں لاش کے گرد جمع ہوتے دیکھا ۔

" اب کیا ہوگا ۔ پولیس تو اس ہمیں پریشان کرے گی ۔"

" ہاں ! اگر ہم ان تینوں کو پکڑ لیتے تو اور بات تھی ۔"

" لیکن ان تینوں کو لیڈی صاحبہ کو ہلاک کرنے کی کیا ضرورت تھی ؟"

" لگتا ہے ۔ کسی نے ان کے ذمّے یہ کام لگایا ہے ۔"

" وُہ پیشہ ور قاتل تو نہیں لگتے تھے ۔ وُہ تو بچے تھے ، نِرے بچے ۔"

" ہاں واقعی ۔ ہم نے اس پر تو غور کیا ہی نہیں ۔ یہاں تو کوئی گاڑی بھی نہیں ہے ۔ پھر بھلا وُہ لاش کو اتنی دُور کس طرح لائے ہوں گے ۔ یہ گڑھا کھودنے کے لیے بھی کدال کی ضرورت تھی ۔ بھاگتے وقت ہم نے ان کے ہاتھوں میں کوئی کدال نہیں دیکھی ۔"

" تب پھر ۔ وُہ مجرم نہیں ہو سکتے ۔ ہو سکتا ہے ۔ کوئی یہاں اس لاش کو دفن کر رہے ہوں اور انھوں نے اسے دفن کرتے دیکھ لیا ہو ۔ اور اس کے جانے کے بعد انھوں نے گڑھا کھود کر یہ دیکھنے کی کوشش کی ہو کہ وُہ کیا کر رہا تھا ۔"

" ضرور یہی بات ہے ۔ تب پھر ہم نے ان بے چاروں کو بلا وجہ خوف زدہ کیا اور بھاگنے پر مجبور کیا ۔ آؤ اب پولیس کو اطلاع کرتے ہیں ۔"

" ہم یہاں سے دو شہر جا کر پولیس کو فون کریں ۔ اور

www.UrduFanz.com

باقی یہیں ٹھہریں۔"

ان میں سے دو چلے گئے ۔ اُدھر محمود، فاروق اور فرزانہ نے ایک دُوسرے کو درختوں سے اُترنے کا اشارہ کیا ۔ نیچے اُتر کر انھوں نے وہیں فجر کی نماز ادا کی ۔ اور گڑھے سے نزدیک ہونے لگے ۔ ان کے ذہنوں میں اب ایک سوال گونج رہا تھا ۔ یہ کہ یہ لیڈی صاحبہ کون ہیں ؟

آخر آدھ گھنٹے بعد ان کے دو ساتھی لوٹے ۔ انھوں نے آ کر بتایا کہ پولیس آ رہی ہے ۔ پھر آدھ گھنٹہ پولیس کے آنے میں لگا ۔

"ارے باپ رے ۔ یہ تو واقعی لاش ہے ۔ ہم تو سمجھے تھے ۔ ہم سے کوئی مذاق کرنا چاہتا ہے۔" حوالدار بولا ۔

"نہیں جناب ۔ یہ مذاق کیوں کرتے ہم۔"

"تمھارا اس لاش سے کیا تعلق ہے؟"

"یہ لیڈی ابرار ہیں۔"

"کیا!" پولیس والے زور سے اُچھلے ۔

اُدھر وُہ بھی حیرت زدہ رہ گئے ۔ سر ابرار ایک بہت بڑے سیاسی لیڈر تھے ۔ پُورے ملک میں ان کا نام گونجتا تھا اور یہ لوگ کہہ رہے تھے ۔ مرنے والی عورت ان کی بیوی تھی ۔

"کیا کہا ۔ تم نے ۔ یہ لیڈی ابرار ہیں۔" حوالدار نے کاٹ کھانے والے انداز میں کہا ۔

"جی ہاں! یہ لیڈی ابرار ہیں ۔ ابرار صاحب شہر سے باہر گئے ہوئے ہیں ۔ دُوسرے شہر میں رات ان کا کوئی پروگرام تھا ۔ غالباً پارٹی کے بڑے بڑے عہدے داروں نے ان کی دعوت کر رکھی تھی۔"

"تو کیا لیڈی صاحبہ ان کے ساتھ نہیں گئی تھیں؟"

"وُہ ایسی محفلوں میں جانے کی عادی نہیں تھیں ۔ خالص گھریلو عورت تھیں۔" ایک نے روتے ہوئے کہا ۔

"لیکن ۔ ان کی لاش یہاں کس طرح پہنچی ۔ تم یہاں کس طرح آئے؟"

"ہم تو محل میں موجود تھے ۔ اچانک محل میں خبر پھیلی کہ لیڈی ابرار غائب ہیں ۔ ہم نے پورے محل میں انھیں تلاش کیا ، لیکن ان کا کہیں پتا نہ چلا ۔ رات بھر ہم ادھر اُدھر تلاش کرتے رہے ۔ پھر صبح منہ اندھیرے ایک فون موصول ہوا ۔ کسی نے بتایا کہ لیڈی ابرار کی لاش کو کوئی جنگل میں فلاں جگہ دفن کر رہا ہے ۔ ہم گاڑی میں بیٹھ کر ادھر روانہ ہوئے ۔ جب ہم یہاں آئے تو ہم نے اس طرف سرچ لائٹ مار کر دیکھا ۔ ہمیں تین لڑکے

www.UrduFanz.com

"یہ میری آواز تھی جناب!" محمود نے کہا۔

پھر تینوں سامنے آ گئے۔

"یہ — یہ وہی ہیں جناب — اب آپ ہمیں نہیں — انھیں گرفتار کریں۔" وہ چلائے۔

"نہ ہمیں گرفتار کرنے کی ضرورت ہے ، نہ انھیں۔" فاروق مسکرایا۔

"یہ کیا بات ہوئی — پھر ہم کیا خود کو گرفتار کریں گے۔" حوالدار نے منہ بنایا۔

"آپ قاتل کو گرفتار کریں — ہم قاتل نہیں ہیں — ان لوگوں کا بیان بالکل درست ہے۔" محمود نے کہا۔

"تو پھر تمھارا بیان کیا ہے؟" حوالدار بولا۔

"ہمارا بیان یہ ہے کہ ہم اس طرف سیر کرنے کے لیے روز آتے ہیں — آج ہم نے اس جگہ ایک کار کو کھڑے دیکھا — کوٹ پتلون پہنے ایک آدمی کو کدال ہاتھ میں لیے کار کی طرف جاتے دیکھا — جب تک ہم یہاں پہنچے ، کار والا جا چکا تھا — یہ جگہ نرم نظر آئی — ہم نے لکڑی کی شاخوں سے زمین کھودی تو اندر سے یہ لاش نکلی — اب بتائیں — اس میں ہمارا کیا قصور؟"

"اگر یہ بات تھی تو پھر تم بھاگے کیوں؟ پانچ میں

نظر آئے — یا غالباً دو لڑکے اور ایک لڑکی — لائٹ مارنے پر وہ بھڑک کر بھاگے — ہم یہاں پہنچے تو یہ لاش گڑھے میں سے نکلی پڑی تھی — اور لڑکے غائب تھے ، ہم آدھ گھنٹے تک انھیں تلاش کرتے رہے ، لیکن وہ نہیں ملے — اس کے بعد ہم نے آپ کو فون کیا۔" یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گئے۔

"ہوں — کہانی تم نے اچھی گھڑی ہے — صاف صاف کیوں نہیں کہتے — تم نے ہی لیڈی صاحبہ کو قتل کیا ہے۔" حوالدار بولا۔

"لیکن جناب ! ہم بھلا ایسا کیوں کرنے لگے؟"

"یہ تو ہم اب معلوم کریں گے کہ تم نے ایسا کیوں کیا — لگا دو ان کے ہتھکڑیاں۔"

"یہ — یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟" وہ گھبرا کر بولے۔

"جو کر رہے ہیں — بالکل ٹھیک کر رہے ہیں — انھیں ہتھکڑیاں لگا کر گاڑی میں بٹھاؤ اور لاش کو بھی گاڑی پر لے چلو۔"

"ایک منٹ جناب!" ایسے میں محمود کی آواز گونجی۔

"ہائیں — یہ — یہ کون بولا تھا — یہ تم میں سے تو کسی کی آواز نہیں تھی؟"

www.UrduFanz.com

سے ایک نے کہا۔

"اس لیے کہ کہیں آپ سوچے سمجھے بغیر فائرنگ نہ کر دیں، کیونکہ آپ کے خیال میں تو اس وقت ہم قاتل تھے۔"

"اوہ ہاں — جناب یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔" ان میں سے ایک نے کہا۔

"یہ بھی ٹھیک کہہ رہے ہیں — تم بھی ٹھیک کہہ رہے ہو — غلط تو بس ہم کہہ رہے ہیں — آخر ہم کس کو گرفتار کریں — یہ بھی تو بتاؤ نا۔"

"قاتل کو — اس شخص کو جو کار میں لاش رکھ کر یہاں لایا تھا — ورنہ دیکھ لیں — ہم لاش کو شہر سے یہاں کندھے پر اٹھا کر تو لا نہیں سکتے تھے — اور یہ پانچوں ہمارے سامنے آئے ہیں۔"

"ہم تو تم سب کو پکڑ کر لے چلتے ہیں — تھانے دار صاحب فیصلہ کریں گے۔" حوالدار نے کہا۔

"اور لاش کا کیا کریں گے؟" محمود نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"لاش بھی ساتھ لے چلتے ہیں۔"

"ہرگز نہیں — پہلے تصاویر لی جائیں گی — دوسری قانونی کارروائی ہو گی — پھر لاش یہاں سے جائے گی۔"

"کیا مطلب؟"

"ہم پہلے ماہرین کو یہاں بلائیں گے۔" فاروق نے بارعب انداز میں کہا۔

"آپ — آپ بلائیں گے — آپ ہیں کون؟" حوالدار نے جھلا کر کہا۔

"میں محمود ہوں — یہ فاروق اور فرزانہ ہیں — سمجھے جناب — فاروق تم ان کی گاڑی لے کر شہر تک جاؤ — انکل اکرام کو فون کرو۔"

"بہت اچھا۔" فاروق نے کہا اور سڑک کی طرف چلا گیا۔

"کیا — آپ انسپکٹر جمشید کے بیٹے ہیں؟" حوالدار نے کانپ کر کہا۔

"ہاں! آپ ٹھیک سمجھے۔"

"اوہ! تب تو ہمیں فکر کی ضرورت نہیں — آپ خود ہی سب کچھ کر لیں گے۔"

"شکریہ!" یہ کہہ کر محمود ان پانچوں کی طرف مڑا — اب وہ انہیں بوکھلائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

"سر احمد کون سے شہر گئے ہوئے ہیں — کیا رات انہیں ان کی بیوی کی گمشدگی کی اطلاع دی گئی تھی؟"

"ہم نے فون کرنے کی کوشش کی تھی، لیکن رابطہ

www.UrduFanz.com

نہیں ہو سکا تھا۔"

"محل میں کل کتنے ملازم ہیں؟"

"دس۔" اس نے کہا۔

"اور کون کون رہتا ہے؟"

"بس صرف سر ابرار اور لیڈی ابرار۔"

"کیوں۔ ان کے بچے نہیں ہیں؟"

"جی نہیں۔ ان کے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ دونوں اکیلے ہیں۔"

"ہوں۔" محمود نے سرد آہ بھری۔

"تم لوگوں کو کس طرح پتا چلا کہ لیڈی ابرار غائب ہیں؟"

"وہ رات کو سوتے وقت دودھ پینے کی عادی ہیں۔ باورچی دودھ کا گلاس لے کر جب ان کے کمرے میں گیا تو وہ کمرے میں نہیں تھیں۔ وہ دودھ کا گلاس رکھ کر چلا آیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ گلاس اٹھانے گیا تو گلاس جوں کا توں رکھا تھا۔ اب تو اسے حیرت ہوئی۔ پہلے تو اس نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ پھر باقی ملازمین کو اطلاع دی۔ اب سب نے مل کر انھیں تلاش کیا۔ وہ محل میں نہیں تھیں۔ دونوں گاڑیاں گیراج میں کھڑی تھیں۔ اس لیے یہ بھی نہیں کہا جا سکتا تھا کہ وہ کار میں بیٹھ کر کہیں نکل

گئی ہیں۔ ہم نے اِدھر اُدھر فون کرنے شروع کیے۔ لیکن ان کا کوئی سراغ نہ ملا۔ جون پور فون کیا۔ جہاں سر ابرار گئے ہوتے ہیں، لیکن جون پور سے رابطہ قائم نہ ہو سکا، ٹیلی فون ایکسچینج والوں نے بتایا کہ لائن خراب ہے۔ صبح سے پہلے فون نہیں ہو سکے گا۔ رات ہم نے پریشانی کے عالم میں گزاری۔ صبح سویرے فون موصول ہوا۔"

"تم لوگوں نے رات کو ہی پولیس میں رپورٹ کیوں نہ درج کرائی؟"

"یہ سوچ کر کہ اگر لیڈی صاحبہ کہیں گھومنے کے لیے نکل گئی ہوں گی اور ہم نے گم شدگی کی رپورٹ درج کرا دی تو سر ابرار صاحب بہت ناراض ہوں گے، کیونکہ پھر لیڈی ابرار کے بارے میں اخبارات میں عجیب و غریب خبریں شائع ہوں گی۔"

"ہاں! یہ تو خیر ٹھیک ہے۔"

آخر ایک گھنٹے بعد اکرام ماتحتوں کے ساتھ پہنچ گیا۔ ڈاکٹر بھی ساتھ تھا۔ اس نے بھی اپنا کام شروع کر دیا۔ اور آخر کار انھوں نے اپنا کام مکمل کر لیا۔

"انھیں یہاں قتل نہیں کیا گیا، بلکہ قتل ہوتے تو انھیں بارہ دس گھنٹے گزر چکے ہیں۔ گویا رات کے ابتدائی حصے میں

www.UrduFanz.com

انھیں ہلاک کیا جا چکا تھا۔"

"اوہ!" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

"گویا جس وقت ان کے ملازم انھیں تلاش کر رہے تھے، یہ قتل ہو چکی تھیں۔" محمود نے کہا۔

"ہاں! بالکل — مزید درست وقت پوسٹ مارٹم کی رپورٹ سے معلوم ہوگا۔" ڈاکٹر نے کہا۔

"تو پھر چلیے — چلتے ہیں۔"

جونہی وہ لاش اٹھوانے لگے — سڑک پر ایک کار کے بریک لگنے کی آواز سنائی دی —

وہ چیز

وہ اس طرف مڑے — کوئی کار سے اتر ان کی طرف دوڑتا ہوا آ رہا تھا:

"یہ کون آ رہا ہے؟"

"شاید سر ابرار۔" پانچ میں سے ایک نے کہا۔

"گویا اب کچھ اور دیر یہاں ٹھہرنا پڑے گا۔"

"مجبوری ہے — اگر مقتول کا خاوند آ رہا ہے تو رکنا ہی پڑے گا۔" فاروق بولا۔

اور پھر وہ نزدیک آ گیا — ملازمین کے چہروں کے رنگ اڑ گئے — لگے تھر تھر کانپنے — اس کا مطلب تھا، آنے والا سر ابرار ہی ہے —

"میں ابھی ابھی گھر پہنچا — تو ملازمین سے یہ خبر ملی — فوراً ادھر آ گیا — ضرور کسی اور کی لاش ملی ہو گی — روحانہ کی لاش کیوں ہونے لگی یہ — ٹھیک ہے عابد۔"

www.UrduFanz.com

اس نے جلدی جلدی کہا۔ اور آخر میں اپنے ایک ملازم کو مخاطب بھی کیا، لیکن پھر ان کے چہروں پر زلزلے کے آثار دیکھ کر وہ فوراً مقتولہ کی طرف مڑا اور پھر زور سے چلا اٹھا:

"نہیں۔ نہیں"

پھر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

"اُف مالک! یہ کس درندے کا کام ہے۔ میں تو اسے کچا چبا جاؤں گا۔"

"کچا تو اس وقت چبا جائیں گے نا جب یہ معلوم ہوگا کہ قاتل کون ہے۔" محمود نے منہ بنایا۔

"یہ معلوم کرنا کیا مشکل ہے۔ ارے مگر۔ آپ کون ہیں؟" وہ چونک کر بولا۔

"مجھے محمود کہتے ہیں۔ یہ فاروق اور فرزانہ ہیں۔ ہم صبح کی سیر کرتے اس طرف سے گزر رہے تھے کہ ہم نے ایک شخص کو ایک کدال اٹھائے اپنی کار کی طرف جاتے دیکھا گویا وہ کھدائی کر کے کوئی چیز دفن کرنے کے بعد واپس جا رہا تھا۔"

"یہ کتنی دیر پہلے کا واقعہ ہے؟"

"دو گھنٹے تو ہو ہی گئے ہوں گے۔"

"اللہ اپنا رحم فرمائے۔" اس کی آنکھیں اب مسلسل آنسو بہا رہی تھیں۔

"معلوم ہوتا ہے۔ آپ کو اپنی بیوی سے بہت زیادہ محبت تھی؟"

"کوئی ایسی ویسی۔ اور وہ بھی تو مجھ پر جان چھڑکتی تھی۔"

"ہم یہاں اپنی کاروائی مکمل کر چکے ہیں۔ آپ کو آتے دیکھ کر رک گئے تھے۔ لاش کو اب پوسٹ مارٹم کے لیے بھیجنا ہے، تاکہ..."

"کیا کہا۔ پوسٹ مارٹم کے لیے۔ نہیں۔ میں لاش کی بے حرمتی نہیں ہونے دوں گا۔" اس نے چلا کر کہا۔

"لیکن اس طرح تفتیش میں رکاوٹ پڑے گی۔ قاتل چالاک ہے۔ وہ کہیں بچ نہ نکلے۔"

"کچھ بھی ہو۔ قاتل پکڑا جاتا ہے یا نہیں۔ میں اپنی بیوی کی لاش کی چیرا پھاڑی نہیں کرنے دوں گا۔"

"لیکن یہ قانون ہے۔ آپ قانون کو کس طرح روک سکیں گے۔" محمود نے جھلا کر کہا۔

"آپ۔ آپ لوگ ہیں کون۔ آپ نے تو بتایا تھا۔ سیر کرنے اس طرف آئے تھے۔ اور اب باتیں اس طرح کر رہے ہیں جیسے گورنر لگے ہوئے ہو۔"

www.UrduFanz.com

"جی نہیں — ہم گورنر نہیں لگے ہوئے — اور اللہ نہ کرے کہ ہم گورنر لگیں کبھی — اس لیے کہ ہم تو اپنے دین اور قوم کے لیے کام کرنا پسند کرتے ہیں — ہمارا تعلق محکمہ سُراغ رسانی سے ہے — لاش پوسٹ مارٹم کے لیے لے جائی جا رہی ہے — آپ اگر چاہتے ہیں کہ پوسٹ مارٹم نہ ہو — تو اعلیٰ آفیسرز سے بات کر لیں — اگر انھوں نے کہا تو پوسٹ مارٹم نہیں ہو گا — ہمیں کوئی ضد نہیں ہے، آپ سے — ویسے لگے ہاتھوں یہ تو بتا دیں کہ آپ دُوسرے شہر کب گئے تھے؟"

"آج سے تین دن پہلے۔"

"شکریہ! اور واپسی ابھی ابھی ہوئی ہے — وہاں کی تین دن کی مصروفیات اور وہاں سے رخصت ہونے کا وقت آپ کی نوٹ بک میں درج ہو گا — کیا آپ اپنی کار میں سے وُہ نوٹ بک ہمیں دے سکتے ہیں؟"

"کیا مطلب — میں اپنی نوٹ بک آپ کو کیوں دوں؟" اس نے جل کر کہا۔

"ہم دیکھنا چاہتے ہیں — اس قتل کے وقت آپ کہاں تھے اور اس کا آپ کے پاس کیا ثبوت موجود ہے — کیا آپ وہاں تھے، جہاں آپ کی ڈائری بتا رہی ہے؟"

"اوہ! تو آپ مجھ پر شک کر رہے ہیں — یہ بھی خوب رہی — یعنی میں خود ہی اپنی بیوی کو قتل کروں گا — وُہ بھی دُوسرے شہر میں رہ کر — اور بغیر کسی وجہ کے — مائی ڈیر — ابھی تم سراغ رسانی کے کاموں میں بچے ہو — لیکن یہ محکمہ سراغ رسانی نے بچوں کو کب سے ملازم رکھنا شروع کر دیا؟" انھوں نے چلّا کر کہا۔

ان کے منہ بن گئے — وہ اس سوال سے تنگ آ چکے تھے۔

"اب یہ فیصلہ بھی کرانا ہی ہو گا۔" محمود نے تلملا کر کہا۔

"کون سا فیصلہ؟" انھوں نے چونک کر کہا۔

"یہ کہ — محکمہ سُراغ رسانی نے بچوں کو کب سے ملازم رکھنا شروع کر دیا۔"

"یہ سوال تو میں خود ہوم منسٹر سے کروں گا — اور ہاں! لاش ہسپتال نہیں جائے گی — سیدھی یہاں سے گھر جائے گی — وہاں اسے غسل دیا جائے گا اور پھر ہم قبرستان میں اس کو دفن کر دیں گے۔"

"دیکھیے جناب! اب آپ براہِ راست دخل اندازی کرنے لگے — بہتر ہو گا کہ آپ اس سلسلے میں آئی جی صاحب سے بات کریں۔"

www.UrduFanz.com

"ٹھیک ہے ۔ آئیے ۔ فون پر آپ کو بھی گفتگو سنوا دوں"

انھوں نے کہا اور پھر وہ ان کی کار تک آئے ۔ کار میں فون لگا ہوا تھا ۔ سر ابرار نے فوراً آئی جی صاحب کے نمبر ملائے ۔ پہلے خود ان سے بات کرتے رہے ، پھر ریسیور محمود کو تھما دیا ۔

"سر ۔ یہ انسپکٹر جمشید کے بچے ہیں" ملازم صابر نے دبی آواز میں ان کے کان میں کہا ۔

"کیا!" ان کے منہ سے قدرے بلند آواز میں نکلا ۔ ساتھ ہی چہرے پر حیرت دوڑ گئی ۔ ادھر محمود نے ریسیور ہاتھ میں لے کر کہا :

"السلام علیکم انکل"

"محمود ۔ کیا چکر ہے ؟"

محمود نے ساری بات انھیں بتا دی ۔

"تب تو پوسٹ مارٹم ضروری ہے"

"جی ہاں ! بہت ضروری ۔ قتل کا صحیح وقت پوسٹ مارٹم کی رپورٹ بتائے گی ۔ یہ کام خود ان کا بھی ہو سکتا ہے، کیونکہ یہ قتل کے وقت خود کو دوسرے شہر میں بتا رہے ہیں"

"کیا بکواس ہے ۔ میں اپنی بیوی کو قتل کر دوں گا ۔

آئی جی صاحب ۔ آپ سن رہے ہیں"

"ہاں ! آپ فکر نہ کریں ۔ لیکن میری آپ سے درخواست ہے کہ پوسٹ مارٹم ہو جانے دیں ۔ اس کی بہت ضرورت ہے" آئی جی صاحب بولے ۔

"آپ بھی یہ کہہ رہے ہیں ۔ جانتے ہیں ۔ اس طرح مجھے کس قدر تکلیف ہو گی"

"جانتا ہوں ۔ لیکن کیا آپ نہیں چاہتے کہ قاتل پکڑا جائے"

"بھلا میں اور ایسا نہ چاہوں گا"

"تب پھر قانونی کارروائی ہونے دیں"

"اچھی بات ہے ۔ لے جاؤ بھئی ۔ اس کو پوسٹ مارٹم کے لیے"

ایک بار پھر ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے ۔ آخر لاش کو وہاں سے پولیس کی گاڑی میں ڈال کر لے جایا گیا ۔ وہ واپس روانہ ہوئے ۔

"ہم آپ کی کار میں چلنا پسند کریں گے" فاروق نے کہا ۔

"کس خوشی میں" انھوں نے جل بھن کر کہا ۔

"آپ سے راستے میں چند سوال پوچھ لیں گے"

"آپ لوگوں سے زیادہ عجیب لوگ بھی میں نے آج

www.UrduFanz.com

تک نہیں دیکھے۔"

"چلیے — دکھا دیں گے کسی دن"۔ فاروق بولا۔

"کیا دکھا دیں گے کسی دن — اور ہاں! آپ بیٹھ جائیں، پتا نہیں، آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں — میں نے آپ کے سوالات نہ سنے تو مجھے اُلجھن رہے گی۔"

"شکریہ!" وُہ پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئے — اس طرح یہ کاروان وہاں سے روانہ ہوا۔

"تو جون پور میں تھے آپ — مکمل وقت وہیں رہے؟"

"بالکل — وہاں پارٹی کے کام اس قدر تھے کہ مجھے تو سر کھجلانے کی فرصت تک نہیں ملی اور وہاں سے سیدھا اِدھر آ گیا!"

"ذرا کار روک لیں"۔ فاروق نے کہا۔

"کیوں — کیا ہوا؟" اس نے چونک کر کہا اور پھر بریک لگائے۔

"پہلے آپ اپنا سر کھجلا لیں۔"

"یہ کیا بدتمیزی ہے؟"

"یعنی — خود تو آپ کہ رہے تھے — وہاں رہنے کے دوران اور اب تک آپ کو سر کھجلانے کی فرصت نہیں ملی"۔ فاروق نے منہ بنایا۔

"مہربانی فرما کر وقت نہ ضائع کریں"۔ انھوں نے کہا اور کار آگے بڑھا دی۔

"آپ کی بیوی کا نام کیا تھا جناب؟"

"روحانہ"۔ انھوں نے کہا۔

"حال ہی میں آپ کا ان سے کوئی جھگڑا تو نہیں ہوا؟"

"دماغ تو نہیں چل گیا — ہم دونوں میں کبھی جھگڑا نہیں ہوا۔"

"تب پھر آپ کی بیوی سے کسی کو کیا دشمنی ہو سکتی ہے؟"

"میرے دشمن تو ہزاروں ہیں — میں کس کس کا نام بتاؤں۔"

"وُہ آپ کے دشمن ہیں — ہم بات کر رہے ہیں، آپ کی بیوی کی۔"

"مجھے اُلجھانے کے لیے — تاکہ میں اپنی پارٹی کے کام ٹھیک سے نہ کر سکوں اور پارٹی کوئی اور لیڈر چُن لے۔"

"تو آپ کی اپنی پارٹی کے لوگ بھی آپ کے خلاف ہیں؟" محمود بولا۔

"تھوڑے بہت ایسے ہیں"۔ اس نے کہا۔

"جب آپ اپنے گھر سے رخصت ہوئے — مقتولہ

www.UrduFanz.com

اس وقت بالکل درست تھی ۔ کسی قسم کی گڑبڑ تو نہیں
ہوئی تھی آپ کے درمیان ؟"

"ہرگز نہیں ۔ آپ گھر کے ملازمین سے یہ ساری
معلومات حاصل کریں تو زیادہ بہتر رہے گا ۔ وہ آپ کو
بتائیں گے ۔"

"ہوں ! ٹھیک ہے ۔ لیکن کچھ سوالات تو آپ سے بھی
کرنا پڑیں گے ۔ اچھا چلیے صرف یہ بتا دیں ۔ مقتولہ کی موت
سے آپ کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے ؟"

"فائدہ ۔ آپ فائدے کی بات کر رہے ہیں ۔ ارے
صاحب ۔ مجھے تو سراسر نقصان ہو گا ۔ اب میرے مخالف
طرح طرح کی باتیں کریں گے ۔ اخبارات میں عجیب و غریب
خبریں لگیں گی ۔ آپ یہ سب خود ہی محسوس کر لیں گے ۔" انھوں
نے کہا ۔

"گویا اس قتل کی وجہ سے آپ مشکل میں پھنس جائیں
گے ۔" فرزانہ بولی ۔

"مجھے مشکل کی پروا نہیں ۔ مجھے تو اپنی بیوی کے
مرنے کا غم ہے ۔ وہ مجھے بہت عزیز تھی ۔"

"اللہ کے کاموں میں کون دخل دے سکتا ہے ۔"

"آپ کو کہاں اتاروں ؟" انھوں نے پوچھا ۔

"ہم بے چارے کہاں اتریں گے بھلا ۔ آپ کے ساتھ آپ
کے گھر جائیں گے ۔"

"حد ہو گئی ۔ آپ تو مجھے شاید سانس بھی نہیں لینے
دیں گے ۔" انھوں نے گھبرا کر کہا ۔

"ہم خود سانس لینا بھول گئے ہیں ۔ آپ فکر نہ کریں ۔"
فاروق مسکرایا ۔

اور پھر وہ کوٹھی کے سامنے پہنچ گئے ۔ کوٹھی کیا تھی ،
ایک بڑا محل تھا ۔ محل کے ٹھاٹھ باٹھ نرالے تھے ۔
اور اس پورے محل میں رہتے تھے صرف دو افراد ، بلکہ
اب تو ایک ہی رہ گیا تھا ۔ اور اس کے ساتھ دس
ملازمین کی فوج ۔

جونہی وہ گھر میں داخل ہوئے ۔ ایک تیز آواز نے
ان کے قدم روک لیے ۔ یہ تیز آواز رونے کی تھی ۔ ملازم
ایک آواز میں رو رہے تھے اور اس بری طرح رو رہے
تھے ، جیسے ان کا کوئی قریبی رشتہ دار فوت ہو گیا ہو ۔
وہ گھبرا کر آگے بڑھے ۔

ایسے میں فرزانہ کی نظریں ایک عجیب چیز پر
پڑیں ۔ وہ دھک سے رہ گئی ۔ اور پھر غیر محسوس طور
پر اس چیز کی طرف بڑھنے لگی ۔ جب کہ ابا جان ، محمود اور

www.UrduFanz.com

فاروق کے ساتھ آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔
لیکن جونہی وہ اس چیز کو اٹھانے کے لیے جھکی ۔۔۔
سر ابرار کی آواز نے اسے اچھل پڑنے پر مجبور کر دیا۔

خوشبو اور رُومال

"خبردار! یہ میرا گھر ہے۔ آپ لوگ یہاں سے میری اجازت کے بغیر کوئی چیز نہیں اُٹھائیں گے۔ اگر کچھ لینا ہے تو پہلے مجھے بتانا ہو گا۔ اور یہ جو چیز آپ اُٹھا رہی ہیں نا۔ یہ میری بیوی کی پسندیدہ چیز تھی۔" انھوں نے جلدی جلدی کہا۔

"لیکن یہ پسندیدہ چیز یہاں فرش پر کیوں پڑی ہے؟" فرزانہ نے پُرسکون آواز میں کہا۔

"یہ تو میں ملازمین سے پوچھوں گا نا اب۔ مہربانی فرما کر اس چیز کو ہاتھ نہ لگائیں۔" یہ کہہ کر سر ابرار اس چیز کے نزدیک آ گئے۔ محمود اور فاروق بھی اس وقت تک اس کو دیکھ چکے تھے۔ وہ سنہری رنگ کی ایک ننھی سی ڈبیا تھی۔ اس ڈبیا میں کیا تھا۔ یہ بات ابھی انہیں معلوم نہیں تھی۔ اتنا ہے کہ اس ڈبیا جتنی عجیب

www.UrduFanz.com

قسم کی ڈبیا انھوں نے زندگی میں پہلی بار دیکھی تھی۔

اس سے پہلے کہ سر ابرار وہ ڈبیا اُٹھاتے۔ فرزانہ جو محمود اور فاروق کی طرف مڑی تو بُری طرح پھسلی اور دھڑام سے گری۔ اس کے پیر کی ایڑی اس ڈبیا سے ٹکرائی۔ وہ چکنے فرش پر پھسلتی ہوئی دُور چلی گئی۔

"ارے ارے۔ سنبھلو فرزانہ۔ یہ بھی کوئی گرنے کی جگہ ہے۔ فرش بُرا مان جائے گا۔" فاروق نے بوکھلا کر کہا اور بے ڈھنگے پن سے اسے اٹھانے کے لیے لپکا، لیکن سر ابرار سے جا ٹکرایا۔ دونوں دھڑام سے گرے۔ محمود نے ان کی طرف دیکھا تک نہیں۔ وہ سیدھا ڈبیا کی طرف گیا۔ اس کی بلا کی پھرتی سے ڈبیا اُٹھائی۔ پلک جھپکتے ہی اسے کھول کر دیکھا، بند کیا اور یہ فرش پر رکھتے ہوئے ان کی طرف لپکا۔ کوئی اس کی اس حرکت کو نہ دیکھ سکا، کیونکہ سب تو سر ابرار کی طرف دوڑ پڑے تھے۔

"یہ۔ آپ لوگوں کو کیا ہو گیا۔ گرتے چلے جا رہے ہیں۔" سر ابرار نے جھلا کر کہا۔

"گرتے نہیں۔ پھسلتے۔ آپ کو اس قدر چکنا فرش لگوانے کی کیا ضرورت تھی۔" محمود نے بُرا سا منہ بنایا۔

"ہم تو نہیں پھسلتے" اس پر انھوں نے تلملا کر کہا۔

"آپ لوگ عادی ہیں۔ ہم پہلی بار آئے ہیں۔" فرزانہ نے مسکرا کر کہا۔

"اچھا خیر۔ ارے وہ ڈبیا تھی۔ لل۔"

"وہ کیا چیز ہے سر؟" فرزانہ بولی۔

"آپ سے مطلب۔" یہ کہ کر انھوں نے اِدھر اُدھر دیکھا، پھر ڈبیا کی طرف لپکے اور اس تیزی سے لپکے کہ چکنے فرش پر اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکے اور پھسل گئے، دھڑام سے گرے۔ ان کا سر بھی فرش سے ٹکرایا۔

"اب آپ کیوں گرے؟" فاروق سے رہا نہ گیا۔

"شاید خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ اسی طرح رنگ پکڑتا ہے۔" سر ابرار نے جھلا کر کہا۔

"ہم نے آپ کی بات کا بُرا نہیں مانا، اس لیے کہ ہمارے ساتھ آپ نے خود کو بھی تو خربوزہ کہا ہے۔"

"ارے وہ ڈبیا۔" یہ کہتے ہوئے وہ جلدی سے اُٹھے اور پھر ڈبیا کی طرف بڑھے۔

اس بار انھوں نے ڈبیا کو اُٹھا لیا اور فوراً جیب میں ڈال لیا۔

"اب آپ یہاں جو کارروائی کرنا چاہتے ہیں، کرلیں۔ مجھے تو اپنے رشتے داروں اور دوستوں کو فون کرنے ہیں۔

www.UrduFanz.com

آخر روحانہ کے کفن دفن کا انتظام بھی تو کرنا ہے۔" یہ کہتے ہوئے ان کی آنکھوں میں پھر آنسو آ گئے۔

"ٹھیک ہے۔ آپ فون کریں۔ ہم آپ کے ملازمین سے صرف چند سوالات کر کے یہاں سے رخصت ہو جائیں گے۔" محمود بولا۔

"اچھی بات ہے۔" یہ کہہ کر وہ آگے بڑھ گئے۔

"آپ سب ملازمین کو ایک جگہ جمع کر لیں۔" محمود نے صابر سے کہا۔

جلد ہی دس ملازم ان کے سامنے کھڑے تھے۔

"آپ کے صاحب اور بیگم صاحبہ میں روزانہ کس بات پر جھگڑا رہتا تھا؟"

"جھگڑا۔ نہیں تو جناب۔ یہ آپ سے کس نے کہہ دیا؟" صابر نے حیران ہو کر کہا۔

"اگر جھگڑا نہیں رہتا تھا تو پھر آپ لوگوں کے صاحب نے انھیں کیوں قتل کر دیا؟"

"یہ غلط ہے۔ صاحب تو تین دن سے جون پور گئے ہوئے تھے۔ اور اس دوران وہ ایک منٹ کے لیے بھی نہیں آ سکتے تھے۔"

"کیوں؟ آنے کو کیا ہے۔ آج کل آنا کیا مشکل ہے۔

جہاز میں بیٹھ کر خفیہ طور پر ادھر آؤ اور اپنا کام کر کے شام کے جہاز سے چلے جاؤ۔"

"جی ہاں؛ لیکن جہاز پر سفر کرنے والوں کے نام معلوم کیے جا سکتے ہیں۔"

"وہ ہم کر لیں گے۔ اور وہاں ان کی مصروفیات کے بارے میں بھی معلوم کر لیں گے۔ ان دونوں کے تعلقات خراب نہیں تھے۔"

"نہیں۔ یہ تو ایک دوسرے پر جان دیتے ہیں۔"

"کبھی جھگڑا نہیں ہوا۔ جون پور جانے سے پہلے بھی۔"

"جی نہیں۔" دوسرے نے کہا۔

"بیگم صاحبہ صبح سے شام تک کیا کام کرتی تھیں۔ مختصر طور پر بتا دیں۔"

"آخر آپ ان معلومات سے کیا فائدہ حاصل کریں گے۔" صابر نے منہ بنایا۔

"یہ ہمارا کام ہے۔"

"صبح سویرے اٹھ کر ناشتا کرنا، اخبار پڑھنا۔ دو تین گھنٹے تک تصاویر بنانا۔ وہ بہت اچھی آرٹسٹ بھی تھیں۔ دوپہر کو کچھ دیر سونا۔ شام کو کسی سہیلی کے ہاں جانا یا کسی سہیلی کو اپنے ہاں بلا کر اس سے کوئی گیم کھیلنا۔ رات

www.UrduFanz.com

کے وقت ڈائری لکھنا اور اس کے بعد سو جانا۔" صابر نے جلدی جلدی کہا۔

"گویا دن بھر وہ سر ابرار کے ساتھ بالکل وقت نہیں گزارتی تھیں؟"

"یہ بات نہیں — صاحب کی مصروفیات ہی ایسی ہیں۔ وہ گھر میں بہت کم ٹکتے ہیں — صبح سویرے چلے جاتے ہیں اور رات سے پہلے لوٹتے نہیں۔"

"اچھا تو وہ ڈائری ضرور لکھتی تھیں۔"

"ہاں بالکل۔"

"مہربانی فرما کر ان کی ڈائری لا کر دکھائیں — ہم دیکھنا چاہتے ہیں — اپنے آخری دو تین دنوں میں انھوں نے اپنی ڈائری میں کیا لکھا تھا۔"

"افسوس! ہم ایسا سر ابرار کی اجازت کے بغیر نہیں کر سکتے۔"

"ٹھیک ہے — ہم ان سے اجازت لے لیتے ہیں — ہمیں ان تک لے چلیں۔"

وہ صابر کے ساتھ فون والے کمرے میں پہنچے — وہ فون پر کسی کو رومانہ کی موت کی خبر دے رہے تھے، اس وقت بھی ان کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔

جونہی انھوں نے سلسلہ بند کیا اور کسی اور کو فون کرنے کے لیے نمبر گھمایا — محمود بول اٹھا۔

"ہم آپ کی بیگم صاحبہ کی ڈائری دیکھنا چاہتے ہیں۔"

"ڈائری!" انھوں نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں ڈائری — ملازمین کا بیان ہے — وہ ڈائری بہت باقاعدگی سے لکھتی تھیں۔"

"ہاں! اس میں شک نہیں — صابر — بیگم صاحبہ کی دراز میں سے انھیں ڈائری دے دو۔"

"جی اچھا۔" اس نے کہا اور انھیں لے کر ان دونوں کے کمرے میں داخل ہوا — ڈبل بیڈ کے دونوں طرف الماریاں تھیں — ان میں درازیں تھیں — صابر نے ایک دراز باہر کھینچی — اور پھر چونک کر باقی دراز جلدی جلدی کھینچنے لگا۔

"حیرت ہے — ان میں تو ڈائری نہیں ہے۔"

"ادھر دیکھ لیں — سر ابرار صاحب کی درازوں میں۔"

"نہیں جناب! وہ اپنی ڈائری صرف اپنی دراز میں رکھتی تھیں — دونوں میں زندگی گزارنے کے بہت پختہ اصول تھے۔"

"تب پھر ڈائری کہاں گئی؟"

www.UrduFanz.com

"خیر — میں احتیاطاً دیکھ لیتا ہوں۔"

اب پورے کمرے میں ڈائری کو تلاش کیا گیا — تلاش کرنے کے کام میں ان تینوں نے بھی اس کی مدد کی — آخر تھک ہار کر وہ سر ابرار کے پاس آئے۔ وہ ابھی تک فون سے چپکے نظر آئے۔

"سر — ڈائری آپ کے کمرے میں کہیں نہیں ہے۔"

"کیا کہا — ڈائری نہیں ہے؟"

"جی نہیں۔" اس نے جواب دیا۔

"یہ کس طرح ہو سکتا ہے؟"

"جی — ہم کیا کہہ سکتے ہیں بھلا۔"

"آؤ — میں ڈائری تلاش کر دیتا ہوں۔"

وہ فون رکھ کر اپنے کمرے میں آئے — بند الماریوں کو بھی کھول ڈالا اور اب نئے سرے سے ڈائری کو تلاش کیا گیا، پھر باقی گھر میں بھی ڈائری کو تلاش کیا گیا — لیکن وہ تو اس طرح غائب تھی — جیسے گدھے کے سر سے سینگ —

"حیرت ہے — آخر ڈائری کہاں گئی؟"

"ڈائری قاتل نے غائب کی ہے — اس میں قاتل کے بارے میں ضرور کچھ لکھا گیا تھا۔" فرزانہ نے بلند آواز

میں کہا —

"اوہ!" سر ابرار دھک سے رہ گئے۔

"خیر — کوئی بات نہیں — آئیے صابر صاحب — ہم ایک دو سوال اور کر کے آپ لوگوں کو فارغ کر دیتے ہیں۔"

یہ کہہ کر وہ انہیں پھر وہیں لے آئے — جہاں ان سے سوالات کر رہے تھے:

"کوئی اور شخص تو گھر میں نہیں آتا جاتا تھا؟"

"کوئی شخص سے آپ کی کیا مراد ہے؟"

"مراد — کوئی اور شخص ہی ہے — سر ابرار کا کوئی دوست یہاں آتا ہو — جس سے بیگم ابرار بھی مل لیتی ہوں۔"

"یہاں ایسا کوئی شخص نہیں آتا تھا — البتہ ایک اخبار والا ضرور کبھی کبھار آ جاتا تھا — وہ بھی بیگم صاحبہ کی تصاویر دیکھنے یا اخبار کے لیے لینے — وہ تصاویر اخبارات میں شائع کرانے کے لیے اسے دیتی تھیں۔"

"اس اخباری نمائندے کا نام — اخبار کا نام؟"

"تنویر دومات — اخبار ہے جلوہ۔"

"شکریہ! آپ لوگوں نے ہماری کافی مدد کی — ب
ذرا اس ڈبیا کے بارے میں بتا دیں — آخر وہ ڈبیا کیا
بلا ہے — اور اگر وہ کوئی اہم چیز تھی — تو وہاں

www.UrduFanz.com

فرش پر کیوں پڑی تھی؟"

"اس ڈبیا کے بارے میں ہمیں کچھ معلوم نہیں جناب۔ ہم نے اس کو آج زندگی میں پہلی بار دیکھا ہے۔"

"اوہ اچھا — صبح سویرے کسی نامعلوم آدمی نے آپ کو کیا اطلاع دی تھی؟"

"یہ کہ لیڈی ابرار کو قتل کر کے ان کی لاش کو جنگل میں دبایا جا رہا ہے — اگر آپ لوگ اسی وقت وہاں پہنچ جائیں تو قاتل رنگے ہاتھوں پکڑ سکیں گے۔"

"اوہ!" ان کے منہ سے نکلا۔

"ہم جہاں وہاں پہنچے تو ہم نے آپ لوگوں کو دیکھا، لیکن آپ غائب ہو گئے — اور پھر پولیس کے آنے کے بعد سامنے آئے — تب ہمیں معلوم ہوا — لاش کو دفن کرنے والے آپ نہیں — کوئی اور تھا — ہماری کہانی تو بس یہ ہے۔"

"گویا اس کیس میں سب سے اہم وہ شخص ہے — جس نے آپ کو فون کیا تھا — آخر وہ کون تھا — اور اسے یہ بات کس طرح معلوم ہو گئی تھی کہ کوئی لیڈی ابرار کو قتل کر کے جنگل میں دفن کر رہا ہے — پھر یہ کہ وہ سامنے کیوں نہیں آیا۔" محمود نے الجھن کے عالم میں کہا۔

"یہ سب باتیں سوچنا آپ کا کام ہے جناب، ہمارا نہیں۔" صابر نے کندھے اُچکائے۔

"اچھا شکریہ۔" محمود نے کہا اور پھر وہ باہر نکل آئے۔

"ہاں محمود — ڈبیا میں کیا تھا؟"

"ہیرے کی ایک انتہائی قیمتی انگوٹھی۔" محمود نے کہا۔

"حیرت ہے — وہ فرش پر پڑی تھی — کسی نے اس کو نہیں دیکھا — اور دیکھا تو ہم نے۔"

"یہ بات بھی کم عجیب نہیں — پھر سر ابرار یہ کیوں چاہتے تھے کہ ہم ڈبیا نہ اٹھا سکیں اور یہ نہ دیکھ سکیں کہ اس میں کیا ہے۔"

"یہ تو ظاہر ہے کہ وہ انگوٹھی خود لیڈی ابرار کی تھی — بہر حال — اس انگوٹھی کے بارے میں بھی ان سے پوچھیں گے۔"

"اور دوسری عجیب بات ہے — ڈائری کی گم شدگی۔"

"میرا خیال ہے — ہمیں تنویر روحات سے بھی مل لینا چاہیے، کیونکہ اس کا بھی لیڈی ابرار سے کچھ تعلق رہا ہے۔" فرزانہ بولی۔

"تو پھر آؤ — لگے ہاتھوں ان صاحب سے بھی مل لیتے ہیں۔" محمود نے کہا۔

www.UrduFanz.com

فاروق منہ بنا کر رہ گیا، اس کا خیال تھا کہ اب وہ سیدھے گھر جائیں گے۔ وہاں ان کے والد ہوں گے۔ ان سے ذرا اس کیس پر باتیں کریں گے۔ وہ اخبار کے دفتر پہنچے، لیکن تنویر دوماٹ اس وقت وہاں نہیں تھا، یہ وقت اس کی چھٹی کا تھا۔ وہاں سے گھر کا پتا لے کر وہ اس کے گھر پہنچے۔ تنویر دوماٹ نے ان کا استقبال کیا۔ اس کے چہرے پر قدرے حیرت بھی تھی:

"فرمائیے! میں کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

"کیا آپ کو یہ اطلاع مل چکی ہے کہ لیڈی ابرار کو قتل کر دیا گیا ہے؟"

"جی ہاں! اخباری دنیا میں یہ خبر اب تک جنگل کی آگ کی طرح پھیل چکی ہے۔"

"اوہ اچھا۔ خیر۔ آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟"

"کیا مطلب؟" اس نے چونک کر کہا۔

"آپ لیڈی ابرار کو ذاتی طور پر جانتے تھے نا؟"

"ذاتی طور پر۔ خیر یہ تو نہیں کہنا چاہیے۔" اس نے گھبرا کر کہا۔

"کیوں؟" فرزانہ مسکرائی۔

"اس لیے کہ میرا ان سے تعلق صرف اخبار کی حد تک

تھا۔ وہ جب کوئی تصویر بناتی تھیں تو مجھے فون کر دیا کرتی تھیں۔ کہ آکر اپنے اخبار کے لیے ایک تصویر دیکھ لو۔ اور میں وہاں جا کر تصویر دیکھ لیتا تھا۔ اگر وہ اس قابل نظر آتی کہ اخبار میں لگ سکے تو لے آتا تھا۔"

"یہ ان کا شوق تھا۔ یا پیشے کے طور پر یہ کام کرتی تھیں؟"

"صرف شوق۔ اپنی تصویر کے پیسے انھوں نے کبھی نہیں لیے۔"

"آپ ان کے قتل پر کوئی روشنی ڈال سکتے ہیں؟"

"وہ بہت اچھی تھیں۔ اس قدر اچھی کہ آج ان کے قتل پر حیرت ہو رہی ہے۔ بس میں اس کے علاوہ کچھ نہیں کہہ سکتا۔" اس نے کہا۔

"کبھی انھوں نے کوئی گھریلو بات بتائی ہو کہ ان کے تعلقات سر ابرار سے اچھے نہیں ہیں؟"

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ ان کے تعلقات تو بہت اچھے تھے۔ ایک دوسرے کو دونوں بہت زیادہ پسند کرتے تھے۔"

"سنا ہے۔ وہ روزانہ ڈائری لکھا کرتی تھیں۔ انھوں نے اخبار میں شائع کرنے کے لیے اپنی ڈائری تو نہیں

www.UrduFanz.com

دی؛ محمود نے کہا۔

"جی نہیں — بھلا وہ اپنی ڈائری مجھے کیوں دینے لگیں۔"

"اس رومال کو پہچانتے ہیں آپ؟" محمود نے جیب سے رومال نکال کر اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا۔

"اوہو — یہ — یہ رومال — یہ تو دیکھا بھالا سا لگتا ہے اور اس کی خوشبو بھی۔"

اس نے چونک کر کہا — اور ان کے کان بھی کھڑے ہو گئے۔

رومال کا مالک

"جلدی بتائیں — یہ رومال کس کا ہے؟" محمود نے بے قرار ہو کر کہا۔

"میں نے یہ نہیں کہا کہ میں جانتا ہوں، یہ کس کا ہے — یہ کہا ہے — یہ جانا پہچانا سا لگتا ہے — کسی کے ہاتھ میں دیکھتا ضرور رہا ہوں — اس لیے کہ یہ ایک خاص قسم کا رومال ہے — عام نہیں۔"

"ہاں! یہ بات تو خیر ہم بھی محسوس کر چکے ہیں — یہ رومال واقعی بہت خاص ہے اور اس کی خوشبو بھی بہت خاص ہے — مہربانی فرما کر یاد کرنے کی کوشش کریں۔"

"اچھی بات ہے — جونہی یاد آیا — آپ کو فون کر دوں گا۔" اس نے کہا۔

"بہت بہت شکریہ۔"

اور وہ وہاں سے بھی نکل آئے۔

www.UrduFanz.com

"اس سے بھی کوئی خاص بات معلوم نہیں ہو سکی۔ اب کیا کریں؟"

"آرام۔ اس لیے کہ کبھی کبھار آرام بھی کر لینا چاہیے۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"چلو بھئی۔ تمہاری بات بھی مان لیتے ہیں۔"

جونہی وہ گھر میں داخل ہوتے۔ انسپکٹر جمشید کی آواز ان کے کانوں سے ٹکرائی:

"ہاں بھئی۔ کیا تیر مار آئے ہو؟"

"آپ کو کیسے معلوم ہوا ابا جان کہ تیر مارنے گئے ہوئے تھے؟"

"یہ تو کوئی خاص بات نہیں۔ تم تینوں ہر وقت مجھ سے الگ رہ کر تیر مارنے کے چکر میں رہتے ہو۔"

"جی ہاں: یہ تو ہے۔ اور یہ اور بات ہے کہ تیر آخر میں آپ ہی مارتے ہیں۔"

"اس بات کو چھوڑو۔ اور یہ بتاؤ۔ کہ اب تک کی رپورٹ کیا ہے؟"

"آخر آپ کو کیسے پتا ہے کہ ہم کیا کرتے پھر رہے ہیں؟" محمود بولا۔

"یہ کوئی مشکل بات نہیں۔ لیڈی ابرار کی لاش جس

جگہ سے ملی۔ وہ تمہاری سیر کے راستے میں ہے۔ جس وقت ملی، وہ وقت تمہاری سیر کا ہے۔ لہٰذا میں نے فوراً یہ اندازہ لگا لیا کہ تم اس معاملے میں ضرور اُلجھے ہوئے ہو۔ گھر میں نہ ہونے کا مطلب بھی یہی تھا۔ نماز کے وقت تم مسجد میں نہ پہنچ سکے، جس کا صاف مطلب یہ تھا کہ کوئی کیس پلے پڑ گیا ہے۔ پھر جب شہر میں لیڈی ابرار کے قتل کی خبر اڑی اور تم نہ آئے تو کوئی شک نہ رہ گیا۔"

"حیرت ہے۔ کمال ہے۔ آپ تو بعض اوقات گھر بیٹھے کیس حل کر لیتے ہیں۔" فرزانہ شرما کر بولی۔

"تفصیل سناؤ تفصیل۔" انھوں نے منہ بنایا۔ اپنی تعریف سن کر انھیں کوئی خوشی نہیں ہوتی تھی، بلکہ الٹا الجھن محسوس کرنے لگتے تھے۔

انھوں نے تفصیل سنا دی۔ وہ سن کر گہری سوچ میں ڈوب گئے، پھر بولے:

"وہ رومال مجھے دکھاؤ۔"

انھوں نے رومال نکال کر دکھایا۔ وہ رومال لے کر اس کو غور سے دیکھتے رہے۔ اس کو سونگھا بھی، پھر اچانک ان کے چہرے پر جوش کے آثار نمودار ہوئے:

www.UrduFanz.com

"شاید ، میں تمہیں رومال کے مالک سے ملوا سکتا ہوں۔"

"یہ — یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں — وہی تو قاتل ہے لیڈی ابرار کا۔" محمود چلّا اُٹھا۔

"پہلی بات تو یہ کہ یہ رومال خاص قسم کا رومال ہے، دوسری یہ کہ اس کی خوشبو بھی خاص ہے، لیکن ایک بات جس کی طرف تم نے توجہ نہیں دی — جس شخص کا یہ رومال ہے، وُہ بالکل سنہری بالوں والا ہے۔"

"اوہ!" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا، پھر فاروق نے چونک کر کہا:

"یہ اندازہ آپ نے کیسے لگایا؟"

"یہ دیکھو — رومال میں ایک بال چپکا ہوا — جو بالکل سنہری ہے۔"

"اوہ!" ان کے منہ سے نکلا۔

"اور دُوسری بات؟"

"وُہ شخص انتہائی صفائی پسند ہے۔"

"یہ کس بات سے ثابت ہے؟"

"رومال میں کوئی میل نہیں ہے — مٹی کے ذرات ضرور لگے ہوتے ہیں، لیکن وہ اس گڑھے کی مٹی کے ہیں۔"

"چلیے! یہ بھی مان لیا — اور کوئی بات؟"

"خوشبو — وُہ خاص قسم کی خوشبوؤں کا شوقین لگتا ہے۔"

"لیکن ابّا جان! ان سب باتوں سے ہم اس تک نہیں پہنچ سکتے۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"گڑھے سے تمہیں اور کیا ملا؟"

"نیلے رنگ کا یہ ربن — ہو سکتا ہے — لیڈی ابرار نے اپنے بالوں کو اس ربن میں باندھ رکھا ہو۔"

"ہاں بالکل یہی بات ہے — لہٰذا ربن بھی ہمارے کسی کام کا نہیں — تم ان تصاویر کی طرف کیوں دھیان نہیں دیتے — جو لیڈی ابرار کی اخبارات میں شائع ہوتی رہی ہیں۔" وُہ بولے۔

"جی — کیا مطلب — کیا ان تصاویر سے بھی قتل کا کوئی تعلق ہو سکتا ہے؟" محمود نے چونک کر پوچھا۔

"تعلق ہو یا نہ ہو — وہ اگر ایک آرٹسٹ تھی — تو اپنی تصاویر کے ذریعے بھی اس نے کسی کو کوئی پیغام دینے کی کوشش کی ہو گی — ذرا سوچو — اس کی ڈائری کیوں غائب کر دی گئی — اسی لیے کہ اس میں وُہ قاتل کے بارے میں کچھ لکھ چکی تھی — اگر وُہ واقعی آرٹسٹ تھی تو وُہی بات جو اس نے ڈائری میں الفاظ کی صورت میں لکھی ہو گی — وُہی اپنی کسی تصویر میں تصویر کی زبانی بھی

www.UrduFanz.com

پیش کی ہو گی۔ ڈائری عام چیز تھی۔ قاتل کا خیال
اس طرف چلا گیا، لیکن تصاویر کی طرف اس کا ذہن
ہرگز نہیں گیا ہو گا اور جانتے تو بھی وہ اخبارات میں
شائع ہونے والی چیزوں کا کیا کر سکتا ہے۔"
"اوہ! لیکن ابا جان۔ ہمارے گھر اخبار جلوہ نہیں آتا۔"
"اخبار کا دفتر تو موجود ہے۔ وہاں جا کر اس کی فائلیں
دیکھی جا سکتی ہیں۔"
"بہت خوب ابا جان۔ ہم اسی وقت جاتے ہیں۔" محمود
نے خوش ہو کر کہا۔
"یہ ہوئی نا بات۔" انھوں نے خوش ہو کر کہا۔
"گویا آپ ہمارے ساتھ نہیں چلیں گے۔"
"ابھی ایسی کوئی ضرورت نہیں۔ ضرورت محسوس کی تو میں
بھی میدان میں اتر پڑوں گا۔ تم پہلے جلوہ کی فائلیں دیکھو۔"
"شکریہ ابا جان۔"
وہ اسی وقت ایک بار پھر جلوہ اخبار کے دفتر پہنچے
اس مرتبہ انھیں تنویر رومات سے تو ملنا نہیں تھا، لہٰذا
وہ چیف رپورٹر کے کمرے میں چلے گئے۔ اپنا تعارف
کرانے کے بعد انھوں نے اپنی خواہش ظاہر کی۔
"ابھی لیجیے۔" اس نے کہا اور پھر انھیں ایک ملازم کے

ساتھ ریکارڈ روم میں بھیج دیا۔
جونہی وہ اندر داخل ہوئے۔ انھیں ایک عجیب سا
احساس ہوا۔ انھوں نے چونک کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔
"یہ رہیں جناب۔ فائلیں۔ تاریخ وار یہاں ریک بنے
ہوئے ہیں۔"
"اچھا شکریہ۔"
وہ ملازم تو چلا گیا۔ اب انھوں نے ریکارڈ روم
میں ادھر اُدھر دیکھا۔ ایک اور شخص وہاں موجود تھا اور
وہ بھی ریکارڈ کے اخبار دیکھ رہا تھا۔ ان کے قدم
خود بخود اس کی طرف اُٹھنے لگے۔ یہاں تک کہ تینوں
دبے پاؤں اس کے پیچھے جا کھڑے ہوئے اور اس کے
کندھوں کے پیچھے سے یہ دیکھنے کی کوشش کی کہ وہ اخبار
میں کیا دیکھ رہا ہے۔ دوسرے ہی لمحے وہ زور سے
اُچھلے۔ ان کے اچھلنے سے وہ صاحب بھی محفوظ نہ رہ
سکے۔ بُری طرح بوکھلا کر ایک طرف ہٹے اور اس
طرح لڑکھڑا کر گرے۔
"یہ۔ یہ کیا بدتمیزی ہے۔" ان صاحب نے جھلا کر کہا۔
"اوہ معاف کیجیے۔" یہ کہہ کر محمود اور فاروق اسے اٹھانے
کے لیے اس پر اچھی طرح جھکے۔ ایسے میں انھوں نے لیے

www.UrduFanz.com

لمبے سانس بھی لیے۔

"یہ۔ یہ کیا تھا۔ آپ میرے پاس آ کر اس بُری طرح کیوں اُچھلے؟" اس نے تلملاتے ہوئے انداز میں کہا۔

"اس لیے کہ ہم اس سے زیادہ بُری طرح اچھل ہی نہیں سکتے تھے۔ ورنہ ضرور اچھلتے۔"

"یہ کیا جواب ہوا؟" اس نے کہا۔

"ہمارے جواب ذرا اسی قسم کے ہوتے ہیں۔ اگر پسند نہیں آیا تو ہم واپس لے لیتے ہیں۔" فاروق نے کہا۔

"کیا واپس لے لیتے ہیں؟" اس نے بے خیالی میں کہا۔

"جی۔ جواب۔" فاروق مسکرایا۔

"آخر آپ کون ہیں۔ کیا چاہتے ہیں؟"

"اور ہم اس طرح اُچھلے کیوں۔ یہی باتیں پوچھنا چاہتے ہیں نا آپ؟"

"جی ہاں، بالکل۔" اس نے فوراً کہا۔

"بتا دیتے ہیں۔ پریشان نہ ہوں۔ گھبرائیں بھی نہ۔ پہلے اپنا نام بتائیں۔"

"آخر بات کیا ہے۔ آپ کون لوگ ہیں؟" اس نے پریشان ہو کر کہا۔

"چلیے۔ پہلے ہم اپنے نام بتا دیتے ہیں۔ ہم محمود،

فاروق اور فرزانہ ہیں۔"

"ارے باپ رے۔" وہ گھبرا کر بولا۔

"یہ بات سُن کر ارے باپ رے کہنے کی کیا ضرورت پیش آ گئی آپ کو۔" فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

"آپ لوگ۔ میں آپ لوگوں کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہوں۔" اس نے کہا۔

"چلیے۔ یہ تو کوئی خاص بات نہیں۔ ہم آپ کو اپنے نام بتا چکے ہیں۔ اب ذرا اپنا نام بتا دیں۔"

"م۔ مجھے۔ مجھے فاضل گیلانی کہتے ہیں۔"

"اوہو۔ مشہور و معروف آرٹسٹ۔ بلکہ ہمارے ملک کے سب سے بڑے آرٹسٹ۔ آپ کی تصاویر تو واقعی منہ سے بول اُٹھتی ہیں۔" محمود نے چونک کر کہا۔

"شکریہ۔" اس نے کہا۔

"لیکن آپ یہاں کیا کر رہے تھے؟"

"کسی کی چند پرانی تصاویر کی مجھے ضرورت تھی۔ اور وہ اس اخبار میں شائع ہوئی تھیں کبھی۔"

"اوہ اچھا۔ آپ کی تو اپنی تصاویر شائع ہوتی رہتی ہیں اخبارات میں۔ پھر آپ کو کسی کی تصویر کی کیا ضرورت پڑ گئی؟"

www.UrduFanz.com

"بس! پڑ گئی۔"

"آپ اپنے کپڑوں پر خوشبو بہت پیاری استعمال کرتے ہیں۔" محمود نے یہ کہہ کر جیب میں ہاتھ ڈالا اور وہ رومال نکال لیا۔ جونہی اس نے رومال فاضل گیلانی کے سامنے لہرایا۔ وہ بہت زور سے اچھلا۔ اس کی آنکھیں خوف اور دہشت سے پھیل گئیں۔

"یہ۔ یہ آپ کو کیا ہوا؟" محمود گھبرا گیا۔

"میرا سر چکرا رہا ہے۔ میں گرنے لگا ہوں۔ مہربانی فرما کر مجھے سنبھالیے اور باہر میری کار تک پہنچا دیجیے۔"

"ضرور، کیوں نہیں۔"

وہ اسے سہارا دے کر اس کی کار تک لائے۔ کار میں بیٹھ کر وہ لمبے لمبے سانس لیتا رہا۔

"میرا خیال ہے۔ آپ اس حالت میں کار نہیں چلا سکیں گے، کیوں نہ ہم آپ کو گھر تک چھوڑ آئیں۔"

"یہ تو آپ مجھ پر بہت بڑا احسان کریں گے۔"

"اس میں احسان کی کیا بات ہے جناب۔"

اور پھر وہ اسے اس کے گھر تک لے گئے۔ کار سے اترتے ہوئے اس نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ یہ اشارہ تھا اس بات کا کہ وہ لوگ اب جا سکتے ہیں، لیکن وہ بھلا

کیوں جاتے۔ اسے دونوں طرف سے پکڑ کر اندر کی طرف بڑھے، پھر گھر کے افراد جمع ہو گئے:

"کیا ہوا۔ کیا ہوا؟" وہ پریشان ہو گئے۔

"گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔"

محمود، فاروق اور فرزانہ نے چند لمبے لمبے سانس لیے۔ رومال والی خاص خوشبو اس پورے گھر میں محسوس ہو رہی تھی۔ یوں لگتا تھا، جیسے گھر کا ہر فرد وہ خوشبو استعمال کرتا ہو۔ اور پھر فاضل گیلانی کی طبیعت اس رومال کو دیکھ کر ہی خراب ہوئی تھی۔ محمود طنزیہ انداز میں ان کی طرف مڑا اور بولا:

"تو جنگل میں آپ لاش دفن کر رہے تھے۔"

www.UrduFanz.com

وہ کون تھا

"کیا!!! نہیں!!!" وہ چلائے۔ گھر کے افراد بھی چلائے اور پھر ان سب کے رنگ سفید پڑ گئے۔

"جس بات کا ڈر تھا۔ آخر وہ ہو کر رہی۔"

"کیا ہو کر رہی۔ آپ کو کس بات کا ڈر تھا؟"

"یہ کہ۔ پولیس آخر کار مجھ تک پہنچ جائے گی۔"

"تو آپ نے پہلے ہی خود کو قانون کے حوالے کیوں نہیں کر دیا تھا؟"

"اس کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔" اس نے منہ بنایا۔

"کیوں؟" فاروق نے فوراً کہا۔

"کوئی میری بات نہ سنتا۔ بس مجھے ہتھکڑیاں لگا دی جاتیں اور پھر میں حوالات میں اور جیل میں سڑتا رہتا۔"

"لیکن ہتھکڑیاں تو اب بھی آپ کو لگیں گی۔ آپ کا رومال اس گڑھے سے ملا ہے۔ آپ کو کدال کار کی طرف

لے جاتے ہم دیکھ چکے ہیں۔"

"اُف مالک۔ اب ہم کیا کریں۔" اس کی بیوی رونے لگی۔

"ہمت سے کام لو بیگم۔"

"ہمت۔ ہمت کہاں سے لاؤں۔" وہ بولیں۔

"یہ قتل کرنے سے پہلے سوچنا تھا۔"

"میں نے قتل نہیں کیا۔ یہ جھوٹ ہے۔ غلط ہے۔"

"تب پھر آپ کا رومال اس گڑھے میں کیا کر رہا تھا، آپ وہاں جنگل میں کیا کرنے گئے تھے، وہ بھی کدال لے کر۔"

"آپ لوگ تشریف رکھیے۔ میں آپ کو تفصیل سنا دیتا ہوں۔" اس نے کہا۔

"چلیے ٹھیک ہے، لیکن مہربانی فرما کر جھوٹ نہ بولیے گا۔"

"تو آپ کا خیال ہے۔ میں کوئی جھوٹی کہانی سنانے والا ہوں۔"

"اگر ہمیں آپ کا رومال وہاں سے نہ ملا ہوتا اور ہم نے خود آپ کو وہاں نہ دیکھا ہوتا تو ہم آپ کی کہانی پر ضرور یقین کر لیتے۔"

"لیکن میں نے یہ کب کہا ہے کہ یہ رومال میرا نہیں ہے۔ یہ رومال واقعی میرا ہے۔ اور اس میں سے جو خوشبو آ رہی ہے۔ وہ میری پسندیدہ خوشبو ہے۔ یہ بھی

www.UrduFanz.com

ٹھیک ہے — میں جنگل میں لاش دفن کرنے گیا تھا، لیکن اس قتل سے میرا کوئی تعلق نہیں۔"

"آخر کیسے؟"

"میں صبح سویرے اٹھنے کا عادی ہوں — منہ اندھیرے سیر کو جاتا ہوں — آج صبح جب اٹھا تو دروازے پر ایک عورت کی لاش پڑی نظر آئی — میرے ہاتھ پاؤں پھول گئے — اندر جا کر بیگم کو یہ بات بتائی — انھوں نے فوراً پولیس کو فون کرنے کا مشورہ دیا، لیکن میں ڈر گیا — کہ پولیس تو مجھے ہی گرفتار کرے گی اور میری کوئی بات نہیں سنے گی — جب تک میرا وکیل میری ضمانت کرائے گا — نہ جانے کتنے دن مجھے جیل یا حوالات میں گزر چکے ہوں اور پولیس والے جو مارتے پیٹتے ہیں، وہ الگ رہا — لہٰذا میں نے لاش اٹھا کر اپنی کار کی ڈکی میں رکھی، کدال لی اور اس طرف جنگل میں چلا گیا — یہ ہے کل کہانی۔"

"جب تک پولیس کو قتل کی وجہ نظر نہ آ جائے — وہ بلاوجہ کسی کو نہیں ستاتی — آپ کے پاس قتل کی جب کوئی وجہ ہی نہیں تھی تو وہ آپ کو کیوں پکڑتی — آپ نے غلطی کی۔"

"جی نہیں — میں نے غلطی نہیں کی — یہ اور بات ہے کہ

آپ مجھ تک پہنچ گئے — ورنہ کسی کو میرا خیال تک نہ آتا، ہاں اگر میں فوراً پولیس کو فون کرتا اور لاش دروازے پر ملنے کی کہانی سناتا تو وہ ضرور مجھے گرفتار کرتے۔" اس نے کہا۔

"آخر کیوں — کیوں کرتے وہ آپ کو گرفتار؟"

"اس لیے کہ — لیڈی ابرار تصاویر بنانے کے سلسلے میں میری شاگرد تھیں۔"

"کیا!!!" وہ ایک ساتھ بولے۔

●

ان کے چہروں پر ایک رنگ آ کر گزر گیا۔

"یہ — یہ ہم نے کیا سنا ہے؟"

"ہاں جناب! بے شمار لوگوں کو پتا ہے کہ وہ روزانہ میرے پاس ایک دو گھنٹے کے لیے آیا کرتی تھیں — میرے دروازے پر لاش ملنے کی صورت میں پولیس مجھ پر پوری طرح شک کرتی — اخبارات کئی انوکھی کہانیاں شائع کرتے — اس لیے میں نے لاش کو جنگل میں دبا دینے کا پروگرام بنایا۔" اس نے کہا۔

www.UrduFanz.com

"اور دفن کرتے وقت آپ بوکھلاہٹ میں اپنا رومال وہاں گرا آئے۔ ویسے آپ نے کہانی اچھی گھڑی ہے۔ لیکن آپ کی کہانی پر یقین کون کرے گا؟"

"اسی خوف کے پیشِ نظر تو میں نے لاش کو جنگل میں چھپایا تھا۔" اس نے کہا۔

"آپ اخبار جلوہ کے دفتر میں کیا کرنے گئے تھے؟"

"لیڈی ابرار کی بنائی ہوئی تصاویر دیکھنے۔"

"لیکن کیوں۔ اس کی کیا ضرورت ہے؟"

"آرٹسٹ لوگ تصاویر کی زبان میں بھی اپنے راز دوسروں تک پہنچاتے ہیں۔ میں نے سوچا۔ شاید اس کی کوئی تصویر اس کے قتل سے پردہ اٹھا دے اور میں اصل قاتل کا سُراغ لگا لوں۔"

"اوہ! کیا آپ یقین کریں گے کہ ہم خود اسی نظریے سے وہاں گئے تھے۔"

"کک۔ کیا مطلب۔ کس نظریے سے گئے تھے آپ؟" اس نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ہمارے والد صاحب نے بھی بالکل یہی خیال ظاہر کیا تھا۔ کہ کہیں تصاویر کی زبانی انھوں نے کوئی پیغام نہ دیا ہو۔"

"ہوں! بالکل ٹھیک۔ بالکل یہی بات میں نے سوچی تھی۔ ایک آرٹسٹ دوسرے آرٹسٹ کی زبان یعنی تصویروں کی زبان سمجھتا ہے۔ میں اس اُلجھن میں تھا کہ آخر وُہ کون ہے۔ جس نے اسے قتل کیا ہے اور قتل کر کے میری کوٹھی کے دروازے پر لا پھینکا ہے۔"

"لیکن یہ بیان سُنا کر آپ اپنے آپ کو بے گناہ نہیں ثابت کر سکتے۔"

"کیا مطلب؟" وُہ چونکا۔

"مطلب یہ کہ آپ اس خوف سے بھی تو اخبار کے دفتر میں گئے ہوں گے کہ کہیں اس کی کسی تصویر سے آپ کی طرف نہ کوئی اشارہ ملتا ہو۔"

"نن۔ نہیں۔" اس کا رنگ اڑ گیا۔

"بہرحال اب ہم پھر اخبار کے دفتر جا رہے ہیں۔ اور اس کی تصاویر کا جائزہ لینے کے بعد آپ سے بات کریں گے۔ آپ شہر سے کہیں باہر جانے کی کوشش نہیں کریں گے۔ اگر آپ نے ایسی کوئی کوشش کی تو آپ کو گرفتار کر لیا جائے گا۔"

"اوہ نہیں۔" اس نے گھبرا کر کہا۔

محمود نے اسی وقت اکرام کو فون کیا۔ فاضل گیلانی کے

www.UrduFanz.com

بارے میں بتا کر اس کی نگرانی کے لیے دو آدمی مقرر کرنے
کی ہدایت کی ۔ اور پھر وہاں سے نکل کر اخبار کے دفتر
پہنچے ۔ ریکارڈ روم میں داخل ہو کر دروازہ اندر سے
بند کر لیا ۔ اب انھوں نے اخبارات میں بیڈی ابرار
کی بنائی ہوئی تصاویر دیکھنا شروع کیں ۔ ایک ایک
کر کے وہ تصاویر دیکھتے چلے گئے ۔ پھر ایک تصویر پر
ان کی نظریں جم گئیں ۔

"اس اخبار کو جیب میں رکھ لو ۔ ابا جان کو دکھائیں
گے ۔" فرزانہ نے پر جوش انداز میں کہا ۔

وہ اخبار جیب میں رکھ کر دروازے کی طرف مڑے ،
محمود نے دروازہ کھولنے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا اور پھر
اس کا ہاتھ دروازے پر گویا چپک کر رہ گیا ؛

"گوند لگا ہوا ہے دروازے پر ؟"

"نن ۔ نہیں ۔ کسی نے دروازہ دوسری طرف سے
بند کر دیا ہے ۔"

"کیا !! وہ تیزی سے بولے ۔

ساتھ ہی انھوں نے پٹرول کی بو محسوس کی ۔

"مارے گئے ۔ اب وہ آگ لگانے والا ہے ۔
یہاں تو اخبارات کے سوا ہے بھی کچھ نہیں ۔ فوراً آگ

بھڑک اٹھے گی ۔"

تینوں نے ایک ساتھ دروازے پر زور دار ٹکر ماری ۔
ساتھ ہی پٹرول کی تہ اندر آ گئی ۔ غالباً ٹین کو دروازے
پر الٹ دیا گیا تھا ۔

"جلدی کرو ۔ اگر اس ٹکر میں دروازہ نہ ٹوٹا تو ہم
گئے کام سے ۔"

وہ دوڑ کر پیچھے ہٹے ۔ اللہ کا نام لیا اور بلا کی رفتار
سے آ کر دروازے سے ٹکرا گئے ۔ دروازہ دوسری طرف
گرا ۔ ساتھ ہی آگ کے شعلے بلند ہو گئے ، لیکن شعلے
بلند ہونے سے پہلے دروازہ ٹوٹ چکا تھا ۔ انھوں نے
کسی کو بے تحاشہ بھاگتے دیکھا ۔ وہ اٹھ کر اسے پکڑنے کے
لیے دوڑ پڑے ۔ اس طرح وہ دوڑتے ہوئے اخبار کے
دفتر سے باہر نکل آئے ۔ اس وقت تک آگ آگ کا شور
مچ چکا تھا ۔ انھوں نے آگ لگانے والے کو ایک سُرخ کار
میں سوار ہوتے دیکھا ۔ وہ فوراً اپنی کار کی طرف دوڑے ،
دوسرے ہی لمحے وہ اس کا تعاقب کر رہے تھے ۔

"اب ہم ان شاء اللہ اسے نہیں چھوڑیں گے ۔"

"مجھے ڈر ہے ۔ کہیں وہ کوئی ایکسیڈنٹ نہ کر دے ۔
بہت بدحواسی کے عالم میں چلا رہا ہے ۔"

www.UrduFanz.com

"خیر — دیکھا جائے گا۔"

تعاقب جاری رہا — اچانک اگلی کار پر کسی طرف سے فائر ہوا — گولی شیشہ توڑ کر ڈرائیور کو لگی اور ساتھ ہی کار الٹ گئی — انھوں نے بریک لگائے — ساتھ ہی کار کو آگ لگ چکی تھی — وہ اس کی طرف دوڑے — ڈرائیور کار میں بُری طرح پھنسا ہوا تھا — اس کے سینے سے خون اُبل رہا تھا — جلدی جلدی اسے باہر نکال کر وہ کار سے کافی فاصلے پر آ گئے، کیونکہ کار کے پھٹنے کا بھی ڈر تھا۔ انھوں نے دیکھا — زخمی ہوش میں تھا۔

"دیکھو دوست — گولی تمھارے دل کے پاس لگی ہے بچ تو تم سکو گے نہیں — صرف یہ بتا دو — تمھیں آگ لگانے کے لیے کس نے کہا تھا؟"

"ر — رپ — رپا — رپ۔"

اور اس کی گردن ڈھلک گئی۔

"افسوس! یہ کچھ بتا بھی نہ سکا — ویسے فرزانہ یہ رپ کیا ہوتا ہے؟"

"افسوس! میں نہیں جانتی — رپ کیا ہوتا ہے۔" فرزانہ نے منہ بنایا۔

"فاروق تم بتاؤ۔"

"مجھے بھی نہیں معلوم کہ رپ کیا ہوتا ہے، لیکن مجھے اس پر کوئی افسوس نہیں۔" فاروق مسکرایا۔

"جاؤ — انکل اکرام کو فون کرو — فائر والے واقعے کی اطلاع دو۔"

"جی ہاں! یہ تو کرنا ہو گا — اس سلسلے میں یہ دوسرا قتل ہو چکا ہے — گویا معاملہ بہت سنجیدہ ہے۔"

"اوہو — تم نے سوچا — ہمارے وہاں جانے کے بارے میں صرف اور صرف فاضل گیلانی کو معلوم تھا۔"

"اوہ ہاں! تت تو کیا..."

"ہاں! اس نے سوچا — کیوں نہ ہمیں ختم کرا دے، تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔"

انھوں نے پہلے چاروں طرف کا جائزہ لیا، لیکن یہ معلوم نہ ہو سکا کہ فائر کرنے والا کہاں تھا — صرف سمت کا اندازہ ہو سکتا تھا — لیکن اس طرف درخت ہی درخت تھے اور اگر وہ درختوں کا جائزہ لینا شروع کر دیتے تو ہمیں کئی گھنٹے ضائع ہو سکتے تھے۔

"یہاں وقت ضائع ہو گا۔" فرزانہ بولی۔

"لیکن اگر ہم قاتل کو پکڑ لیں تو سارا مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔"

www.UrduFanz.com

"یہ ضروری نہیں۔ اگر وہ کرائے کا قاتل ہے تو کچھ بھی نہیں بتا سکے گا۔"

"لیکن شاید۔ اس کے بارے میں بتا سکے۔ جس نے اسے اس کام کے لیے کہا تھا۔" فاروق بولا۔

"تب پھر کیا کریں؟" محمود نے کہا۔

"یہ فرزانہ بتائے گی۔"

"اوہ ہاں، کیوں نہیں۔ کان ادھر لاؤ۔ مگر نہیں، نہیں کانا پھوسی کرتے دیکھ کر وہ خیال کرے گا، ہم اس کے خلاف کوئی پلان بنا رہے ہیں۔ لہٰذا ہم یہاں سے چل پڑنے کی ایکٹنگ کرتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔" محمود نے کہا، پھر ذرا بلند آواز میں بولا

"اب ہمیں یہاں سے چلنا چاہیے۔ ان درختوں میں سر کھپانے کے باوجود قاتل نہ ملا تو افسوس ہو گا۔ کہ بلاوجہ اتنا وقت ضائع کیا۔"

"چلو۔"

تینوں کار میں بیٹھ گئے اور وہاں سے روانہ ہوئے۔ لیکن کچھ دور جا کر کار روکی اور جنگل میں اتر گئے۔ اب وہ اس سمت میں بڑھ رہے تھے، جہاں ان کے خیال کے مطابق قاتل موجود تھا۔

"فاروق اگر تم کسی اونچے درخت پر چڑھ جاؤ نا۔ تو کام بہت آسان ہو جائے گا۔"

"ہاں، تمہارا کام واقعی آسان ہو جائے گا۔ مشکل کام تو میرا ہو گا۔" فاروق نے جل بھن کر کہا اور پھر ایک بہت اونچا درخت دیکھ کر اس پر چڑھنے لگا۔

"واہ! بندروں کو بھی کتا دیتا ہے میرا شیر۔" محمود نے خوش ہو کر کہا۔

"بھئی چڑھ تو رہا ہی ہے۔ اب مکھن لگانے کی کیا ضرورت؟" فرزانہ مسکرائی۔

"میں سب سن رہا ہوں۔ غصہ نہ دلاؤ۔ کہیں یہیں سے چھلانگ نہ لگا دوں۔" اس نے دبی آواز میں کہا۔

"نہ بابا۔ اگر تمہاری ہڈی پسلی ٹوٹ گئی تو کیا ہو گا۔ لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔" محمود بولا۔

"کوئی بات نہیں۔ ان کو ہم دینے کے لینے میں تبدیل کر لیں گے۔" فرزانہ نے خوش ہو کر کہا۔

"کس کو تبدیل کر لو گے؟" اوپر سے فاروق بول اٹھا۔

"لینے کے دینے سے۔"

"توبہ ہے تم سے، ایسے میں بھی چپ نہیں رہ سکتے۔" فاروق نے جھلا کر کہا اور جلدی جلدی اوپر چڑھنے لگا۔ آخر

www.UrduFanz.com

بہت اونچائی پر جا کر وُہ رک گیا اور لگا اِدھر اُدھر جائزہ لینے ۔ اچانک وہ چونک اٹھا ۔ ایک شخص ہاتھ میں رائفل لیے دُور کھڑی ایک کار کی طرف بڑھ رہا تھا ۔ کار بھی جنگل میں کھڑی تھی ۔ اس نے سمت کا اندازہ کیا اور نہایت تیزی سے نیچے اترنے لگا ۔ جُونہی وُہ زمین سے نزدیک ہوا ، اس نے چھلانگ لگا دی :

" جلدی آؤ " اس نے کہا اور بلا کی رفتار سے آگے بڑھنے لگا ۔ محمود اور فرزانہ نے اس کا ساتھ دیا ، پھر اچانک اُنھوں نے اسے دیکھ لیا ، لیکن وہ اسے للکار نہیں سکتے تھے ۔ اس کے ہاتھ میں رائفل تھی اور وہ مڑتے ہی ان پر فائر کر دیتا لہٰذا وُہ دبے پاؤں آگے بڑھتے رہے ۔ یہاں تک کہ وہ اس سے آگے نکل گئے ۔ پھر یک دم اس کے سامنے آ گئے ۔ وہ بہت زور سے اُچھلا ۔ اور اس کے اس طرح اچھلنے سے انھوں نے فائدہ اٹھایا ۔ محمود نے رائفل چھیننے میں دیر نہ لگائی ۔ اب جو ان کی نظریں اس پر پڑیں تو وُہ دھک سے رہ گئے ۔

وُہ صابر تھا ۔ سر ابرار کے ملازمین میں سے ایک ادھر وُہ انھیں دیکھ کر اس طرح ساکت ہو گیا جیسے جسم میں جان ہی نہ ہو ۔

رپچ

چند لمحے تک وہ انھیں ۔ اور یہ اسے گھورتے رہے :

" سچ بات یہ ہے کہ ہمیں بہت زیادہ حیرت ہو رہی ہے "
اس نے کچھ نہ کہا ۔

" مسٹر صابر ۔ آپ کے خاموش رہنے سے کوئی فرق نہیں پڑ جائے گا ۔ سڑک کے کنارے لاش موجود ہے ، اس کے جسم میں گولی موجود ہے ۔ آپ کے ہاتھ سے ہم وہ رائفل لے چکے ہیں ، جس سے گولی چلائی گئی ہے ۔ اور کس ثبوت کی ضرورت ہے بھلا "

اس نے اب بھی کچھ نہ کہا ۔

" معلوم ہوتا ہے ۔ اب تم کچھ نہیں بولو گے "

اس نے اس سوال کا جواب بھی نہ دیا ۔

" تم بولو گے مسٹر صابر ۔ فرفر بولو گے ۔ چلّا چلّا کر بولو گے "

www.UrduFanz.com

کار سے انھوں نے دفتر فون کیا۔ اس نئی واردات کی
اطلاع اکرام کو دی اور پھر ریسیور رکھ دیا۔

جلد ہی اکرام ماہرین کے ساتھ وہاں پہنچ گیا۔
جابر کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں لگا دی گئیں۔ لاش کو
پوسٹ مارٹم کے لیے بھیج دیا گیا۔ اس سے پہلے جابر
سے پوچھ گچھ کرنے کی ایک اور کوشش کی گئی تھی، لیکن
وہ ٹس سے مس نہیں ہوا تھا۔

"اب یہ کمرۂ امتحان میں ہی بولے گا۔ اور ایسا
بولے گا، جیسا مُردہ کفن پھاڑ کر بولنے لگتا ہے۔"
فرزانہ نے کہا۔

"کم از کم میں نے تو آج تک ایسا کوئی مُردہ دیکھا
نہیں۔ جو کفن پھاڑ کر بول اٹھتا ہو۔"

"اوہ۔۔ تم نہیں سمجھو گے۔۔ یہ با محاورہ بات ہے۔"
محمود مسکرایا۔

اکرام کے ماتحتوں نے اپنا کام شروع کر دیا۔ ڈاکٹر
نے اپنی رپورٹ مکمل کرنا شروع کی۔ پھر وہ قاتل کو
کمرۂ امتحان میں لے آئے۔ اسے شکنجے میں کس دیا گیا۔

"ہاں بھئی! اب بتاؤ۔۔ یہ سب کیا چکر ہے؟"

اس نے اب بھی منہ نہ کھولا۔ پھر جونہی محمود نے

بٹن دبانے کے لیے ہاتھ اٹھایا، وہ بول اٹھا:

"میں صرف اور صرف اپنے وکیل کی موجودگی میں بات
کر سکتا ہوں۔ اور یہ میرا حق ہے۔ لہٰذا آپ پہلے میرے
وکیل کو یہاں بلائیں۔۔ یہ بات عین قانون کے مطابق
ہے۔" اس کا انداز جلا بھنا تھا۔

"کیا کسی کو قتل کر دینا بھی عین قانون کے مطابق ہے؟"
محمود نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ن۔۔ نہیں۔" وہ ہکلایا۔

"شکریہ۔۔ تم نے زبان تو کھولی۔ اسے کھول دو۔ اب
یہ بات کرے گا۔"

اسے کھول دیا گیا۔ وہ ایک منٹ تک لمبے لمبے سانس
لیتا رہا، آخر بولا:

"آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟"

"یہ سب کیا چکر ہے۔۔ ہم اس شخص کا تعاقب کر
رہے تھے۔۔ تم نے اسے مار ڈالا اور پھر فرار ہونے کی کوشش
کی۔۔ آخر کیوں مار ڈالا تم نے اسے۔۔ اور وہ تھا کون؟"

"ایک تخریب کار۔۔ اس پر میری بہت دنوں سے نظر
تھی۔۔ اس نے میری بہن کا گھر جلایا تھا اور میں نے
دل میں ٹھان لی تھی کہ اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

www.UrduFanz.com

مجھے نہیں معلوم تھا کہ آپ لوگ بھی اس کے تعاقب میں
ہیں — ورنہ اس موقعے پر تو اسے ہلاک ہرگز نہ کرتا۔"
اس نے جلدی جلدی کہا۔

"یار کوئی اور کہانی سناؤ — یہ تو جچی نہیں — کیونکہ
ہم تمہاری بہن کا نام پتا پوچھیں گے اور جا کر تصدیق
کریں گے کہ کبھی اس کا گھر تو کسی نے نہیں جلایا تھا —
دوسری بات جو اس کہانی میں فٹ نہیں بیٹھتی — وہ یہ ہے
کہ تم اس کا تعاقب نہیں کر رہے تھے — بلکہ پہلے سے
یہاں جنگل میں موجود تھے — گویا تم جانتے تھے کہ وہ
اس طرف سے گزرے گا — اس کا مطلب ہے —
اخبار کے دفتر میں ہمارے جانے کے بارے میں کسی
کو پہلے ہی معلوم تھا — اس نے اس آگ لگانے والے
کی ڈیوٹی لگائی کہ جب ہم اندر جائیں تو وہ دفتر کے
ریکارڈ روم میں پٹرول ڈال کر آگ لگا دے — اور
وہاں سے فرار ہو کر سیدھا ادھر آ جائے — یہاں اس کی
مدد کے لیے صابر موجود ہو گا — کیوں اصل کہانی یہ
ہے نا؟" محمود نے شوخ آواز میں کہا۔

اس کا سر جھک گیا۔ ایک منٹ تک وہ کچھ نہ
بول سکا — آخر بولا:

"جی ہاں! اصل کہانی یہی ہے۔"

"یہ ہوئی نا بات! اب بتاؤ — کس نے تمہیں ایسا
کرنے کے لیے کہا تھا اور اس آگ لگانے والے کو صرف
گولی مارنے کا حکم ملا تھا — یا اس کی مدد کرنے کا؟"

"حکم یہ ملا تھا کہ اگر کوئی اس کا تعاقب کرتا نظر آئے
تو اسے گولی مار دی جائے۔"

"اوہ! یہ حکم کس نے دیا تھا؟"

"افسوس! میں نہیں بتا سکتا — اس لیے کہ وہ مجھے
جان سے مار ڈالے گا — اس کے ہاتھ بہت لمبے ہیں۔"

"تمہیں پریشان نہیں ہونا چاہیے۔"

"آپ اسے نہیں جانتے — وہ بہت ظالم ہے —
اس کے ظلم کی کہانیاں سن کر انسانوں کے رونگٹے کھڑے
ہو جاتے ہیں۔"

"اچھا کمال ہے — یہ بات تمہیں اس کے لیے کام
کرتے ہوئے معلوم نہیں تھی؟" فاروق نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"معلوم تھی — لیکن میں اس کے لیے کام کرنے پر
مجبور ہوں — میرے کچھ راز وہ جانتا ہے اور اگر وہ راز
پولیس کو مل جائیں تو مجھے کم از کم بیس سال سزا ہو۔
لیکن بیس سال سزا کاٹنے سے یہ کہیں بہتر ہے کہ میں زہر

www.UrduFanz.com

کھا کر اپنا خاتمہ کر لوں۔"

"یہ کام زیادہ بزدلی کا ہے۔ خودکشی بزدل کرتے ہیں اور پھر خودکشی کرنا بالکل حرام موت مرنا ہے۔ خودکشی کرنے والا جہنم میں خود کو اسی طرح قتل کرتا رہے گا۔ اس قدر بڑی سزا ملے گی اسے۔ اس سزا کے مقابلے میں بیس سال اس دُنیا کی سزا کاٹ لینا کہیں آسان ہے۔" محمود بولا۔

"یہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ خودکشی کرنے والے کو دُوسری دُنیا میں یہ سزا ملے گی؟"

"ہاں! یہ فرمان ہے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا۔" محمود نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ میں خودکشی نہیں کروں گا۔" اس نے زرد پڑتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب؟" وہ چونکے۔

"کچھ بتانے کا بہانا بنا کر میں زہر کا یہ کیپسول نگل لینا چاہتا تھا۔" اس نے ایک خفیہ جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک کیپسول نکال کر ان کی طرف بڑھا دیا۔

"شکریہ! تم حرام موت مرنے سے بال بال بچے۔ اب اصل کہانی سُنا دو۔"

"اصل کہانی یہ ہے کہ میں فاضل گیلانی کے لیے کام کرتا ہوں۔ لیڈی ابرار کا قاتل وُہی شخص ہے۔" اس نے نفرت زدہ انداز میں کہا۔

"اوہ!" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

چند لمحے خاموشی طاری رہی، پھر محمود نے کہا:

"آخر فاضل گیلانی نے اسے کیوں قتل کیا؟"

"لیڈی ابرار کو اس کا کوئی گہرا راز معلوم ہو گیا تھا۔"

"راز۔ کون سا راز؟"

"جس کو وُہ راز معلوم ہو گیا۔ اس نے اسے زندہ نہیں چھوڑا۔ ہمیں وُہ راز کیوں بتانے لگا۔"

"ہوں! یہ بات بھی ٹھیک ہے۔ خیر اب تم آرام کرو۔" وُہ باہر نکل آئے۔ اکرام کو فون کیا:

"السلام علیکم انکل۔ اس لاش کے بارے میں کیا پتا چلا۔ کون تھا وُہ؟"

"ایک دہشت گرد۔ جو آگ وغیرہ لگانے کی وارداتوں میں پہلے بھی اشتہاری مجرم ہے۔"

www.UrduFanz.com

"اس کے بارے میں کچھ اور باتیں معلوم ہوئیں یا نہیں؟"

"نہیں — نہ اس کے ٹھکانے کا پتا چل سکا — نہ نام کا — اس کی انگلیوں کے نشانات ضرور ریکارڈ میں تھے — اور اس ریکارڈ سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ وہ وہی شخص تھا جو پہلے بھی آگ لگانے کی وارداتیں کرتا رہا ہے۔" اس نے کہا۔

اب وہ فاضل گیلانی کے ہاں پہنچے — فاضل گیلانی بہت فکر مند لگ رہے تھے :

"مسٹر فاضل گیلانی — آپ تو گردن تک پھنس گئے۔"

"کیا مطلب، وہ کیسے؟" انھوں نے چونک کر کہا۔

انھوں نے اخبار کے دفتر میں ہونے والی واردات اور پھر آگ لگانے والے کے تعاقب اور اس کے ہلاک کر دیے جانے کے بارے میں بتایا — ہلاک کرنے والے کی گرفتاری اور اس کے بیان کے بارے میں بتایا — یہ ساری بات سن کر وہ زور سے اچھلے :

"نن — نہیں — یہ جھوٹ ہے — بالکل جھوٹ — پہلے انھوں نے لاش میری کوٹھی کے دروازے پر ڈالی اور ایک اور الزام مجھ پر لگا رہے ہیں — اس میں ضرور کوئی چکر ہے — آپ پوری طرح تفتیش کریں — اگر میرے

خلاف کوئی ثبوت مل جائے تو میں حاضر ہوں۔"

"سوال یہ ہے کہ اگر ان وارداتوں کا مجرم کوئی اور ہے تو پھر اسے آپ سے کیا دشمنی ہے؟"

"اسے اس لاش سے پیچھا چھڑانا تھا — بس وہ میرے دروازے پر ڈال گئے — اب وہ باقی معاملات میں میرا نام لے کر آپ کے شک کو پختہ کرنا چاہتا ہے — سوال یہ ہے کہ میں لیڈی ابرار کو کیوں ہلاک کرتا؟"

"ہاں : ابھی تک ہم بھی کوئی وجہ تلاش نہیں کر سکے۔" محمود نے سر ہلایا۔

آخر تھک ہار کر وہ گھر پہنچے — انسپکٹر جمشید نے انھیں مسکرا کر دیکھا، پھر بولے :

"معلوم ہوتا ہے — ابھی تک کوئی خاص کامیابی نہیں ہوئی۔"

"جی — جی ہاں!"

"مجھے حالات سناؤ — شاید میں تمھاری کوئی مدد کر سکوں۔"

"جی بہتر!" محمود نے کہا اور ساری تفصیل سنا دی — انسپکٹر جمشید بغور سنتے رہے — پھر اس کے خاموش ہونے پر بولے :

"بہت خوب : تو اس مرنے والے نے منہ سے رپ کا لفظ نکالا تھا — اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ کیا کہنا چاہتا

www.UrduFanz.com

تھا کیا وہ کسی کا نام بتانا چاہتا تھا۔ ضرور یہی بات ہے۔
رپ۔ کسی کے نام کا ابتدائی حصہ ہے۔ اس کیس میں اب
تک جتنے لوگ سامنے آئے ہیں۔ تم ان سب کے ناموں
کا جائزہ کیوں نہیں لے لیتے۔"

"بہت خوب ابا جان۔ تجویز بہت معقول ہے۔ اس
کیس میں سب سے پہلا نام ہے خود سر ابرار کا۔ لیکن اس
نام میں رپ کہیں نہیں آتا۔ دوسرا نام ہے فاضل
گیلانی کا۔ یہ آرٹسٹ ہے۔ اس کے نام میں بھی کہیں
رپ نہیں آتا۔ ایک نام صابر کا بھی ہے۔ گھر کے
ملازم کا۔ لیکن بعد میں یہی شخص آگ لگانے والے کا
قاتل بن کر سامنے آیا۔ اور یہ مجرم کا نام بتاتا ہے فاضل
گیلانی کا۔ لیکن رپ اس کے نام میں بھی کہیں نہیں ہے۔
ویسے لاش اس کی کوٹھی کے دروازے پر پائی گئی ہے۔
اگلا نام ہے۔ تنویر رودمات کا۔ لیکن۔۔۔" محمود کہتے کہتے
رک گیا۔

"لیکن کے بعد سانپ کیوں سونگھ گیا۔ زبان کسی نے
پکڑ لی کیا۔" فاروق نے جل کر کہا۔

"نہیں۔ میں یہ کہنے لگا تھا کہ تنویر رودمات میں بھی رپ
کہیں نہیں آیا۔"

"تو کیا آیا ہے؟" فاروق نے مذاق اڑانے والے انداز
میں کہا۔

"ہاں بالکل۔ آیا ہے۔" اس نے کھوئے کھوئے انداز میں
کہا۔ چہرے پر حیرت بڑھتی نظر آ رہی تھی۔ انسپکٹر جمشید
اس کی یہ حالت دیکھ کر مسکرائے۔

"تو تم۔ بات کی تہ تک پہنچ گئے۔"

"جی ہاں! کیا کیا جائے۔ مجبوری ہے۔ ان باتوں
میں بس یہی بات بری ہے کہ جب تک ان کی تہ میں نہ
اترا جائے۔ کام نہیں بنتا۔ اب اسی بات کو لیں۔ ذرا
میں تہ میں اترا۔ تو مجرم کا نام سامنے آ گیا۔"

"کیا مطلب؟" فاروق اور فرزانہ ایک ساتھ بولے۔

"مطلب کس بات کا بتاؤں۔ تم دونوں بھی اپنے
ذہنوں پر زور دو نا۔ تنویر رودمات کے نام میں رپ
آتا ہے یا نہیں۔"

"اب ہماری آنکھیں اور دماغ اس حد تک بھی کمزور
نہیں ہیں۔ کہ تنویر رودمات میں لفظ رپ ہو اور ہمیں
نظر نہ آئے۔"

"یہی تو ہو رہا ہے۔" محمود نے مسکرا کر کہا۔

"کیا مطلب؟" انھوں نے حیرت زدہ انداز میں کہا۔

www.UrduFanz.com

"غور کرو بھئی ۔ غور" محمود نے شوخ انداز میں کہا۔

اچانک فاروق اور فرزانہ اچھل پڑے ۔ ان کی آنکھیں مارے حیرت کے پھیل گئیں :

"اُف مالک ۔ تنویر دوماث ۔ رپورٹر ۔ اخباری رپورٹر ۔ تو وہ بے چارہ مرتے دم یہ کہنا چاہتا تھا کہ اس نے یہ کام اس رپورٹر کے کہنے پر کیا تھا؟"

"ہاں ! بالکل یہی بات ہے"

وہ اچھل کر کھڑے ہو گئے ۔

اجازت

" ایک منٹ ۔ کہاں چل دیے ۔ ثبوت کے بغیر اس پر ہاتھ ڈالنا اچھا نہیں ہو گا"

"تب پھر کیا کریں؟"

" رات کو اس کے گھر کی تلاشی لو ۔ ضرور کام کا مواد ملے گا ۔ اس نے بلا وجہ تو لیڈی ابرار کو ہلاک کیا نہیں" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"تو کیا آپ بھی ہمارے ساتھ ہوں گے؟"

"بھئی اتنا نہیں تم حل کر چکے ہو ۔ اب میں شریک ہو کر کیا کروں گا ۔ یہ پورا کیس تم اپنے نام ہی کرا لو"

"نام کرنے کرانے کی ہمیں کوئی خواہش نہیں ہے ابا جان"

"بالکل ٹھیک ۔ نام کے پیچھے نہیں پڑنا چاہیے"

"ہم آپ کی ہدایت پر عمل کریں گے اور آج رات ہی اس کا گھر کھنگال ڈالیں گے"

www.UrduFanz.com

رات کے وقت تنویر رومات کے گھر کے سامنے پہنچ گئے۔ دن میں وہ اس کا پہلے ہی جائزہ لے چکے تھے، لہذا اندر پہنچنا ان کے لیے ذرا بھی مشکل ثابت نہیں ہوا تھا۔ گھر کے افراد کو انھوں نے گیس کے ذریعے گہری نیند سلا دیا۔ تاکہ ان کے کام میں کوئی رکاوٹ نہ پڑے۔

اب انھوں نے بے فکری سے الماریاں کھولنی شروع کیں۔ ان میں موجود کاغذات اور فائلوں کا جائزہ لینا شروع کیا، لیکن کچھ نہ ملا۔ مایوس ہو کر وہ لوٹ رہے تھے کہ ایک بڑی تصویر پر نظر پڑی۔ تصویر لیڈی ابرار کی بنائی ہوئی تھی۔ پہلے تو تصویر کا بغور جائزہ لیا گیا، پھر تصویر کا فریم اتار کر انھوں نے دیکھا۔ درمیان سے ایک تحریر مل گئی۔ اور یہ تحریر تھی تنویر رومات کی۔ تحریر پڑھ کر ان کی آنکھیں مارے حیرت کے پھیل گئیں۔ انھوں نے جلدی جلدی تمام تصاویر درست کیں۔ ان کو اپنی جگہ پر رکھا اور باہر آ گئے۔ گھر آ کر اپنے والد کو وہ تحریر دکھائی تو وہ بھی حیرت زدہ رہ گئے۔ آخر دوسرے دن انسپکٹر جمشید نے تنویر رومات کو فون کیا اور بولے:

"آپ سے کچھ کام ہے۔ کیا آپ کچھ دیر کے لیے آ سکیں گے؟"

"جی ضرور۔ کیوں نہیں۔"

"تو پھر اسی وقت چلے آئیے۔ میرے گھر۔" انھوں نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔ پھر ایک منٹ بعد ہی سر ابرار کے نمبر ملائے۔ سلسلہ ملنے پر بولے:

"سر ابرار۔ مجھے آپ سے کچھ کام ہے۔ آپ آنا پسند کریں گے۔ یا میں آ جاؤں؟"

"آپ ہی آ جائیں۔ میں اس وقت مصروف ہوں۔"

"اچھی بات ہے۔ ہم آدھ گھنٹے تک آتے ہیں۔" انھوں نے کہا۔

"ہم سے آپ کی کیا مراد ہے۔ کیا کچھ اور لوگ بھی آ رہے ہیں؟"

"میرے ساتھ میرے بچے تو ہوتے ہی ہیں۔"

"شکریہ۔ ضرور آئیں۔" دوسری طرف سے ریسیور رکھا جانے کے بعد انھوں نے فاضل گیلانی کو بھی فون کیا۔

جلد ہی تنویر رومات وہاں پہنچ گیا۔ فاضل گیلانی بھی آ گئے تو وہ ان سب کے ساتھ روانہ ہوئے:

"آپ نے کچھ بتایا نہیں، کیا چکر ہے؟"

"فی الحال ہمیں سر ابرار کے ہاں جانا ہے۔"

www.UrduFanz.com

"سر ابرار" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

بڑی گاڑی میں بٹھا کر وہ انھیں سر ابرار کی کوٹھی تک لے آئے۔ سر ابرار کو اطلاع دی گئی تو وہ خود دروازے تک آئے۔

"آہا! یہ تو آپ کچھ اور لوگوں کو بھی لے آئے ہیں، خیر تو ہے؟"

"آپ کی بیگم صاحبہ کے قتل کا معما حل ہو گیا ہے۔ آج ہم قاتل کو قانون کے حوالے کر رہے ہیں، لہٰذا ان لوگوں کو بھی ساتھ لانا ضروری تھا۔"

"شکریہ! آئیے۔"

وہ انھیں ڈرائنگ روم میں لے آئے۔ سب کے بیٹھنے کے بعد انھوں نے کہا:

"ہاں! اب بتائیے۔ میری بیگم کا قاتل کون ہے؟"

"قاتل آپ کے سامنے ہے۔ مسٹر تنویر رومات۔"

"کیا۔ نہیں۔" تنویر رومات پوری قوت سے چلا اٹھا۔ کمرے میں موت کا سناٹا طاری ہو گیا، پھر سر ابرار کی آواز ابھری:

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔"

"میں غلط نہیں کہہ رہا۔ اس بات میں ایک فی صد

بھی جھوٹ نہیں ہے۔ آپ کی بیگم کا قاتل تنویر رومات ہے۔"

"اُف مالک۔ آخر اسے کیا ضرورت تھی ایسا کرنے کی؟"

"بہتر یہ ہوگا کہ میں تفصیل سے آپ کو بتاؤں۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"ضرور بتائیں۔ یہ تو اور اچھی بات ہے۔" انھوں نے کہا۔

"آپ کی بیگم تصاویر بنانے کی بہت شوقین تھیں۔ وہ یہ فن فاضل گیلانی سے سیکھتی تھیں۔ اخباری رپورٹر تنویر رومات اخبار میں شائع کرنے کے لیے ان سے تصاویر لینے آتا تھا۔ اس طرح ان دونوں حضرات کا آپ کے گھر آنا جانا تھا، لیکن مسٹر فاضل گیلانی کم ہی آیا کرتے تھے۔ عام طور پر وہ فاضل گیلانی کے گھر جاتی تھیں، تصاویر بنانے کا علم سیکھنے کے لیے۔" اتنا کہہ کر انسپکٹر جمشید رُک گئے۔

"اچھا تو پھر؟" سر ابرار بے قرار ہو کر بولے۔

"ایک دن لیڈی صاحبہ نے فون کرکے مسٹر تنویر رومات کو بلایا۔ آپ اس وقت سیاسی دورے پر شہر سے باہر تھے، آپ عام طور پر شہر سے باہر رہتے ہیں، کیونکہ آپ کو تمام شہروں میں جانا ہوتا ہے۔ آخر آپ بڑے سیاسی لیڈر ہیں۔ بڑے بڑے لوگوں سے آپ کے تعلقات ہیں۔ ہاں تو لیڈی صاحبہ نے تنویر رومات کو بلایا۔ اور اسے ایک

www.UrduFanz.com

ہولناک خبر سنائی — تنویر رومات وہ خبر سن کر دنگ رہ
گیا — لیڈی صاحبہ نے اپنی بات کے ثبوت میں تنویر رومات
کو کچھ کاغذات بھی دیے — تاکہ وہ ان کو اخبار میں شائع
کر دے — تنویر رومات نے اسے چند روز خاموش رہنے
کی ہدایت کی — تین دن بعد جب سرابرار واپس آئے
تو تنویر رومات نے ان سے رابطہ قائم کیا اور انھیں ان
کی بیوی کا ارادہ بتایا — سرابرار سن کر گھبرا گئے، پریشان
ہو گئے۔"

"کیا مطلب؟" سب لوگ بری طرح چونکے۔
"جی ہاں! وہ گھبرا گئے — انھوں نے تنویر رومات سے
پوچھا — اب کیا کیا جائے — تنویر رومات نے مشورہ
دیا کہ لیڈی صاحبہ کو ختم کر دیا جائے — اور یہ کہ وہ بات
کو راز رکھنے کی قیمت لینے کے لیے تیار ہے — جب کہ
لیڈی ابرار کسی قیمت پر تیار نہیں تھیں — ان سے اگر
غلطی ہوئی تو صرف اتنی کہ انھوں نے تنویر رومات پر
اعتماد کر لیا — کاش وہ ہمیں فون کر دیتیں — لیکن نہیں —
ان کی موت تو اسی طرح لکھی تھی۔"
"لیکن وہ راز کیا تھا؟" اکرام نے حیران ہو کر کہا۔
اب سرابرار کے چہرے پر سیاہی بالکل صاف

نظر آ رہی تھی — ایسے میں انسپکٹر جمشید کی آواز سنائی دینے لگی:
"سرابرار بہت بڑے سیاسی لیڈر ہیں — ان کی
پارٹی کے ہزاروں کارکن ہر شہر میں موجود ہیں اور
وہ بڑے بڑے عہدوں پر بھی ہیں — لہٰذا ملک
کے راز ہر طرف سے حاصل کرتے رہتے ہیں —
وشاروجہ ان میں سے اپنے مطلب کے راز ان سے
خرید لیتا ہے اور ان رازوں کے بدلے میں بہت
بڑی بڑی رقمیں انھیں بھیجتا رہتا ہے، جو یہ اپنی
پارٹی کو بڑا کرنے اور دوسرے انتظامات کے
علاوہ اپنی عیش پر خرچ کرتے ہیں — یہ ہے ان
کا اصل کاروبار — دوسرے یہ کہ اس دولت سے
یہ اس قدر بڑی پارٹی بنا لینا چاہتے ہیں کہ آیندہ
الیکشن میں حکومت ان کی بن جائے — اب ذرا
غور کریں — یہ حکومت کس دروازے سے حاصل کرنا
چاہتے ہیں — حکومت کے راز بیچ کر حکومت حاصل
کرنے کا خواب — کس قدر بھیانک ہے — کس قدر
گھٹیا سوچ ہے — جب اس راز کا بیگم ابرار
کو پتا چلا تو انھوں نے فوراً اپنے شوہر کا یہ
راز دنیا کو بتانے کا پروگرام بنا لیا، لیکن اس

www.UrduFanz.com

کام کے لیے انھوں نے غلط آدمی کو چُنا۔ وہ بھی بکاؤ مال نکلا۔ اس نے بھی ملک اور قوم کا بکنا اپنی ذات کو فائدہ پہنچانے کے لیے منظور کر لیا۔ اس نے یہ سب کچھ اخبارات میں شائع کرنے کے بجائے یا خفیہ طور پر پولیس کو اطلاع دینے کے بجائے سر ابرار کو اطلاع دے دی کہ اس کی بیوی یہ کام کرنے والی ہے۔ اس کے تو ہاتھ پیر پھول گئے۔ اور اس کے قتل کا پروگرام ترتیب دے دیا گیا۔ یہ کام بھی تنویر دوماٹ نے اپنے ذمے لیا۔ اس نے انھیں فون کیا کہ وہ ان سے ملنا چاہتا ہے، لیکن خفیہ طور پر۔ یہ اشارہ بھی دے دیا کہ اسی سلسلے میں ملنا چاہتا ہے۔ لہٰذا وہ نہایت خاموشی سے کسی کو نظر نہ آتے ہوئے گھر سے نکل گئی۔ اور بےچاری ماری گئی۔ لاش کو ٹھکانے لگانے کا مسئلہ پیدا ہوا تو اس کے لیے فاضل گیلانی کا نام تنویر کے ذہن میں آیا، کیونکہ ان کے گھر اُن کا آنا جانا تھا۔ لاش وہاں ڈال کر اس نے سر ابرار کو اطلاع بھیج دی۔ بذریعہ تار۔ یہ الفاظ لکھ کر کہ کام ہو گیا۔ کیونکہ یہ اس وقت

دُوسرے شہر میں تھے۔ ایسے میں تنویر کو خیال آیا کہ لیڈی ابرار کی چیزوں کو بھی دیکھ لیا جائے۔ کہیں اس نے اپنی ڈائری میں ان تمام باتوں کے بارے میں کچھ لکھ نہ دیا ہو۔ لہٰذا وہ سرسری انداز میں۔ اندر آیا۔ لیڈی صاحبہ سے ملنے ان کے کمرے میں چلا گیا۔ مُلازمین بھلا اس پر کیا شک کر سکتے تھے۔ وہ تو آتا ہی رہتا تھا۔ اندر جا کر اس نے ڈائری اٹھائی۔ اور باہر نکلنے لگا۔ ایسے میں ڈریسنگ ٹیبل کی دراز میں اسے ہیرے کی انگوٹھی والی ڈبیا نظر آئی۔ اس نے سوچا، لگے ہاتھوں وہ بھی اُٹھا لوں۔ اب یہ لیڈی صاحبہ کے کام کی تو ہے نہیں۔ اس نے ڈبیا اٹھا لی۔ لیکن گھبراہٹ میں ڈبیا اس سے باہر نکلتے ہوئے فرش پر گر گئی اور اسے پتا نہ چلا۔ یہ حضرت اونچا بھی سنتے ہیں۔ اس لیے ڈبیا کے گرنے کی آواز نہ سُن سکے۔"

"لیکن پھر سر ابرار کو ڈبیا کے معاملے میں اس قدر پُراسرار بننے کی کیا ضرورت تھی؟"

"اس نے فوراً بھانپ لیا کہ ڈبیا تنویر نے چرانے

www.UrduFanz.com

کی کوشش کی ہے، لیکن اس سے گر گئی۔ اب اس
پر سے اس کی انگلیوں کے نشانات مل سکتے تھے۔
اور اگر تنویر گرفت میں آ جاتا تو پھر سر ابرار کیوں
گرفت میں نہ آتا۔ اس لیے یہ حضرت چاہتے تھے
کہ ڈبیا محمود، فاروق اور فرزانہ کے ہاتھ نہ لگنے پائے۔"
"ایک سوال اور۔ لیڈی صاحبہ پر ان کا اصل روپ کس
طرح کھلا؟" محمود نے پوچھا۔
"یہاں کی "تلاشی لینے" پر سارا راز کھلا۔ ان دونوں
کے کمرے کے نیچے ایک تہ خانہ ہے۔ لیکن اس
تہ خانے کا پتا لیڈی صاحبہ کو نہیں تھا۔ انشار جہ
بات کرنے یا ہدایات لینے کے لیے سر ابرار نے
ٹرانسمیٹر اس تہ خانے میں رکھا ہوا تھا۔ ایک رات
یہ اٹھا۔ اس کے خیال میں لیڈی ابرار گہری نیند
سو رہی تھی۔ کیونکہ وہ رات کو سوتے وقت نیند
کی گولیاں کھانے کی عادی تھی۔ لیکن اس روز
لیڈی ابرار گولیاں نہیں کھا سکی تھی۔ اور انھیں ابھی
نیند نہیں آئی تھی۔ اس نے تہ خانے کا دروازہ
کھلتے دیکھا تو دھک سے رہ گئی۔ اور پھر جب دن
کے وقت سر ابرار کہیں چلا گیا تو انھوں نے تہ خانہ

کھول کر دیکھا۔ وہاں آلات وغیرہ دیکھ کر ان کی
سٹی گم ہو گئی۔ اس کے بعد تو انھوں نے باقاعدہ
سر ابرار کی بات چیت بھی ٹرانسمیٹر پر سنی۔ اور
اس وقت انھیں اپنے شوہر کی حقیقت کا پتا چلا۔
وہ بھیانک روپ سامنے آیا تھا۔ ان کے ہوش اڑ
گئے۔ لیکن وہ بہت محبِ وطن تھیں۔ اپنے وطن
سے غداری کا وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھیں۔ لہٰذا
انھوں نے سوچا، وہ اپنے غدار شوہر کو قانون
کے حوالے کر کے رہیں گی۔ لیکن انھوں نے
اس کا طریقہ غلط اختیار کیا۔ خیر۔ ان کی قربانی رنگ
لائی۔ اور یہ شخص اب ساری زندگی جیل میں کاٹے
گا۔ یا پھر پھانسی کی سزا پائے گا۔"
انسپکٹر جمشید خاموش ہو گئے۔ کمرے میں موت کا سناٹا
چھا گیا۔ محمود، فاروق اور فرزانہ کا جی بھی نہیں چاہ رہا
تھا کہ اس سناٹے کو توڑیں۔
اکرام ہتھکڑیاں لیے ایک مجرم کی طرف بڑھا اور
اس کے ماتحت دوسرے مجرم کی طرف۔ ایسے میں ایک
آواز گونجی:
"تم ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے انسپکٹر جمشید۔"

www.UrduFanz.com

جائے — میں انھیں نہیں چھوڑوں گا۔"

"اور سر — جلد از جلد پھانسی دلوا دیں۔ ورنہ حکومت بدلتے دیر نہیں لگتی — انشارجہ آپ کی حکومت کا تختہ اُلٹنے کی سازش بھی کرے گا۔"

"فکر نہ کرو — ان کا کانٹا نکالے بغیر میں نہیں جاؤں گا۔" وہ مسکرائے —

اور اُن کے ساتھ وہ بھی مسکرانے لگے —

"اچھا! یہ بات بھی ہے۔" انسپکٹر جمشید نے طنزیہ لہجے میں کہا —

"ہاں بالکل — انشارجہ ہمارا بال بھی بیکا نہیں ہونے دے گا۔"

"دیکھا جائے گا — آپ یہاں سے حوالات تو جائیں۔"

"حوالات سے ہم گھر آئیں گے — جیل نہیں جائیں گے۔"

"اور میرا یہ دعویٰ ہے کہ آپ لوگ جیل سے زندہ نہیں نکل سکیں گے۔" انھوں نے کہا اور جانے کے لیے اُٹھ گئے۔

اسی روز صدر صاحب نے انھیں بلایا — وہ بہت فکر مند لگ رہے تھے :

"کیا ہم ان دونوں مجرموں کے بارے میں کوئی نرم رویہ اختیار نہیں کر سکتے جمشید۔"

"کیا مطلب سر؟"

"انشارجہ مجھ پر بے تحاشہ دباؤ ڈال رہا ہے۔"

"لیکن سر — انھیں چھوڑنے کا صرف اور صرف ایک مطلب ہو گا اور وہ یہ کہ اپنے ملک کے راز ہم خود انشارجہ کو دے رہے ہیں۔"

اُن کی بات سُن کر صدر صاحب کا سر جھک گیا اور وہ بولے :

"ہاں جمشید ، تم ٹھیک کہتے ہو — اب چاہے کچھ ہو

www.UrduFanz.com

فائدے کی بات

- آئندہ ماہ آپ ان شاء اللہ "مجرمانہ قدم" (۱۰ روپے)، "کہانی کے مجرم" (۱۰ روپے)، "خوف کی بستی" (۱۰ روپے)، "ڈرامے کی آگ" (۱۰ روپے)، "چوری کی لڑکی" (۵۰/۷ روپے)، "خفیہ تحریر" (۱۰ روپے)، "نقاب کے پیچھے" (۱۰ روپے)، "بھاگے قیدی" (۱۰ روپے) اور "آخری پیکٹ" (۱۰ روپے) پڑھیں گے۔
- ان تمام ناولوں کی کل قیمت ۵۰/۸۷ روپے بنتی ہے، لیکن ادارے سے براہ راست منگوانے پر آپ کو یہ تمام ناول صرف ۷۲ روپے میں ملیں گے۔
- اگر آپ انسپکٹر جمشید سیریز کے نئے چار ناول منگوانا چاہتے ہیں تو ادارہ آپ سے ۴۰ روپے کی بجائے ۳۱ روپے وصول کرے گا۔
- ناول بذریعہ وی پی ارسال کیے جاتے ہیں۔
- پوسٹ مین آپ سے رعایتی قیمت سے ۵ روپے زائد وصول کرے گا۔ اس طرح بھی آپ کو ناول گھر بیٹھے ملنے کے ساتھ ساتھ نئے چار ناولوں پر ۴ روپے اور مکمل سیٹ پر ۵۰/۱۰ روپے کی بچت ہو گی۔
- ہے نا فائدے کی بات۔ خط لکھ کر آرڈر نوٹ کروائیں۔ شکریہ!

آرڈر بھیجنے کا پتا:

اشتیاق پبلی کیشنز، ۹/۱۲ نصیر آباد، سانده کلاں، لاہور

— کلی نمبر پر ۵۰۰/- روپے کا نقد انعام —

آئندہ ناول کی ایک جھلک

محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید سیریز نمبر ۵۴۳

مجرمانہ قدم

مصنف: اشتیاق احمد

- ایک بہت بڑا آدمی اچانک شہر سے غائب ہو گیا۔
- وہ پچیس سال تک غائب رہا۔
- پھر اچانک واپس آ گیا۔
- اس نے اپنی واپسی پر ایک شاندار دعوت دی۔
- ایک گھر میں ایک لاش پڑی تھی۔ اس کی کمر میں زرد رنگ کے دستے والا خنجر پیوست تھا۔
- کیس کی تفتیش انہیں کہاں لے گئی۔
- حیرتوں سے بھرپور ناول۔
- ۲۰ ستمبر کو پڑھیے۔ قیمت: دس روپے۔

www.UrduFanz.com

— کی نمبر پر ۵۰۰ روپے کا نقد انعام —

آئندہ ناول کی ایک جھلک

محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید سیریز ۵۴۴

کہانی کے مجرم

مصنف: اشتیاق احمد

- ایک بہت بڑے باپ کا بیٹا بیس سال بعد وطن واپس آ رہا تھا۔
- بیس سال پہلے باپ اسے بیرون ملک بھیجنے پر کیوں مجبور ہو گیا تھا — آپ سن کر حیران رہ جائیں گے۔
- لیکن بیس سال بعد ایک بیٹا واپس نہیں آیا — بلکہ دو واپس آ گئے۔
- ان دو میں سے کون سا نقلی تھا — کون سا اصلی؟
- اس سوال نے سب کو چکرا کر رکھ دیا۔
- ۲۰ ستمبر کو پڑھیے — قیمت: دس روپے —

— کی نمبر پر ۵۰۰ روپے کا نقد انعام —

آئندہ ناول کی ایک جھلک

محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید سیریز ۵۴۵

خوف کی بستی

مصنف: اشتیاق احمد

- محمود، فاروق اور فرزانہ تین درختوں پر چڑھے ہوئے تھے۔
- انھیں ایک انوکھے شکار کا انتظار تھا۔
- یہ شکار انھیں کہاں لے گیا۔
- خوف کی بستی — اس میں کیا ہو رہا تھا۔
- ایک بڑے مجرم کی کہانی — اس پر ہاتھ ڈالنے کے لیے انسپکٹر جمشید نے کیا طریقہ اختیار کیا۔
- آپ عش عش کر اٹھیں گے۔
- ہر قدم پر خطرات کا سامنا۔
- ۲۰ ستمبر کو پڑھیے — قیمت: دس روپے —

www.UrduFanz.com

— کی نمبر ۵۰۰ روپے کا نقد انعام —

آیندہ ناول کی ایک جھلک

محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید سیریز ۵۴۶

ڈرامے کی آگ

مصنف : اشتیاق احمد

- ان کی کار اچانک رک گئی — انجن نے جواب دے دیا۔
- ان کی جیبوں سے پن غائب ہو گئے۔
- گاڑی ذرا پیچھے کی تو انجن چلنے لگا، لیکن اس جگہ پہنچ کر گاڑی پھر رک گئی۔
- ایک عجیب و غریب وادی میں ان کا داخلہ۔
- آگ اور خون کا کھیل انھیں کھیلنا پڑا۔
- انھیں اپنے دشمن کے ساتھ آگ میں سے گزرنا تھا۔
- ہر لمحے آپ کے دل کی دھڑکن تیز تر ہوتی چلی جائے گی۔
- ۲۰ ستمبر کو پڑھیے — قیمت : دس روپے۔

آیندہ ناول کی ایک جھلک

نئی نسل —— نیا ادب

ناول نمبر ۵۴۷

چوری کی لڑکی

مصنف : اشتیاق احمد

- وہ پولیس اسٹیشن کے سامنے پہنچا تو اس کا شاندار استقبال کیا گیا۔
- اندر داخل ہوا تو تھانے دار گویا اس کے آگے بچھ گیا۔
- تھانے دار کی باتوں نے اسے حیرت زدہ کر دیا۔
- لیکن صرف دو منٹ بعد فون کی گھنٹی بجی — تھانے دار نے ریسیور اٹھایا اور جب اس نے ریسیور رکھا تو دنیا بدل چکی تھی۔
- تھانے سے باہر اس کی ایک لڑکے سے ملاقات ہوئی۔
- لڑکے کے ساتھ وہ اس کے دفتر پہنچا — جب اس نے ان لوگوں کو بتایا کہ اس کی لڑکی کو چرایا گیا ہے تو وہ لڑکی کی تلاش میں نکلتے ہیں۔
- ۲۰ ستمبر کو پڑھیے —— قیمت : ۱۰/- روپے۔

www.UrduFanz.com

آیندہ ناول کی ایک جھلک

محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید سیریز ۲۶

خُفیہ تحریر

مصنف: اشتیاق احمد

○ یہ ناول پڑھتے وقت آپ دُنیا بھر کے کاموں کو بھلا بیٹھیں گے۔
○ خانو گھر میں داخل ہوا تو اس کی ماں نے اسے ایک خط دیا۔
○ خط کس نے لکھا تھا۔
○ خط لکھنے والا کیا چاہتا تھا۔
○ خانو ایک خاص کام میں ماہر تھا۔
○ آپ کے کردار مجرموں تک کیسے پہنچے۔
○ ایک حیرتوں سے لبریز ناول۔
○ ۲۰ ستمبر کو پڑھیے۔ قیمت: دس روپے۔

آیندہ ناول کی ایک جھلک

محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید سیریز ۲۷

نقاب کے پیچھے

مصنف: اشتیاق احمد

○ ایک ایسے مُجرم سے ملیے جو جیرال کا انتقام لینے آیا تھا۔
○ آپ اس کا نام سُن کر چونک اُٹھیں گے۔
○ سڑک پر عین اس وقت ایک بم پھینکا گیا جب مُلک کے ایک مہمان وہاں سے گزر رہے تھے۔
○ بم کس قسم کا تھا۔
○ ایوانِ صدر میں ایک عجیب و غریب ہنگامہ۔
○ اس ہولناک مجرم سے ملاقات آپ کو مدتوں یاد رہے گی۔
○ ہر قدم پر خطرات کا سامنا۔
○ ایک خوفناک مقابلہ۔
○ ۲۰ ستمبر کو پڑھیے۔ قیمت: دس روپے۔

www.UrduFanz.com

آئندہ ناول کی ایک جھلک

محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید سیریز ۲۸

ہوا کے قیدی

مصنف: اشتیاق احمد

- انسپکٹر جمشید، محمود، فاروق، فرزانہ اور بیگم جمشید ایک جہاز میں سوار تھے۔
- وہ پانچوں افریقہ جا رہے تھے۔
- اچانک جہاز کا رُخ بدل گیا۔
- کیپٹن سوتان کون تھا۔ اس کے پاس کیا چیز تھی۔
- جہاز کی پرواز کے دوران ایک خوفناک ہنگامہ۔
- مسافروں کی جان پر آ بنی۔
- ایسے میں وہ پانچوں حرکت میں آتے ہیں۔
- ایک یادگار ناول۔
- ۲۰ ستمبر کو پڑھیے — قیمت: دس روپے۔

آئندہ ناول کی ایک جھلک

محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید سیریز ۳۰

آخری پیکٹ

مصنف: اشتیاق احمد

- محمود اور فاروق کی نیشنل پارک میں ایک آدمی سے ملاقات۔
- وہ آدمی بہت غریب تھا۔
- وہ ان سے کیا چاہتا تھا۔
- وہ اس آدمی کے ساتھ اس کے گھر کی طرف روانہ ہوئے، لیکن ...
- لیکن راستے میں ایک کار نے اس آدمی کو شدید زخمی کر دیا۔
- محمود اور فاروق اس کار کے تعاقب میں نکلے اور ...
- اور ایک حیرت انگیز کہانی کی ابتدا ہو گئی۔
- انھیں ایک عجیب صورتِ حال کا سامنا تھا۔
- ۲۰ ستمبر کو پڑھیے — قیمت: دس روپے۔

www.UrduFanz.com
اشتیاق احمد
سے بھرپور ناول
اس ماہ کے ناول
آئندہ ماہ کے ناول
اشتیاق پبلی کیشنز
برانچ آفس